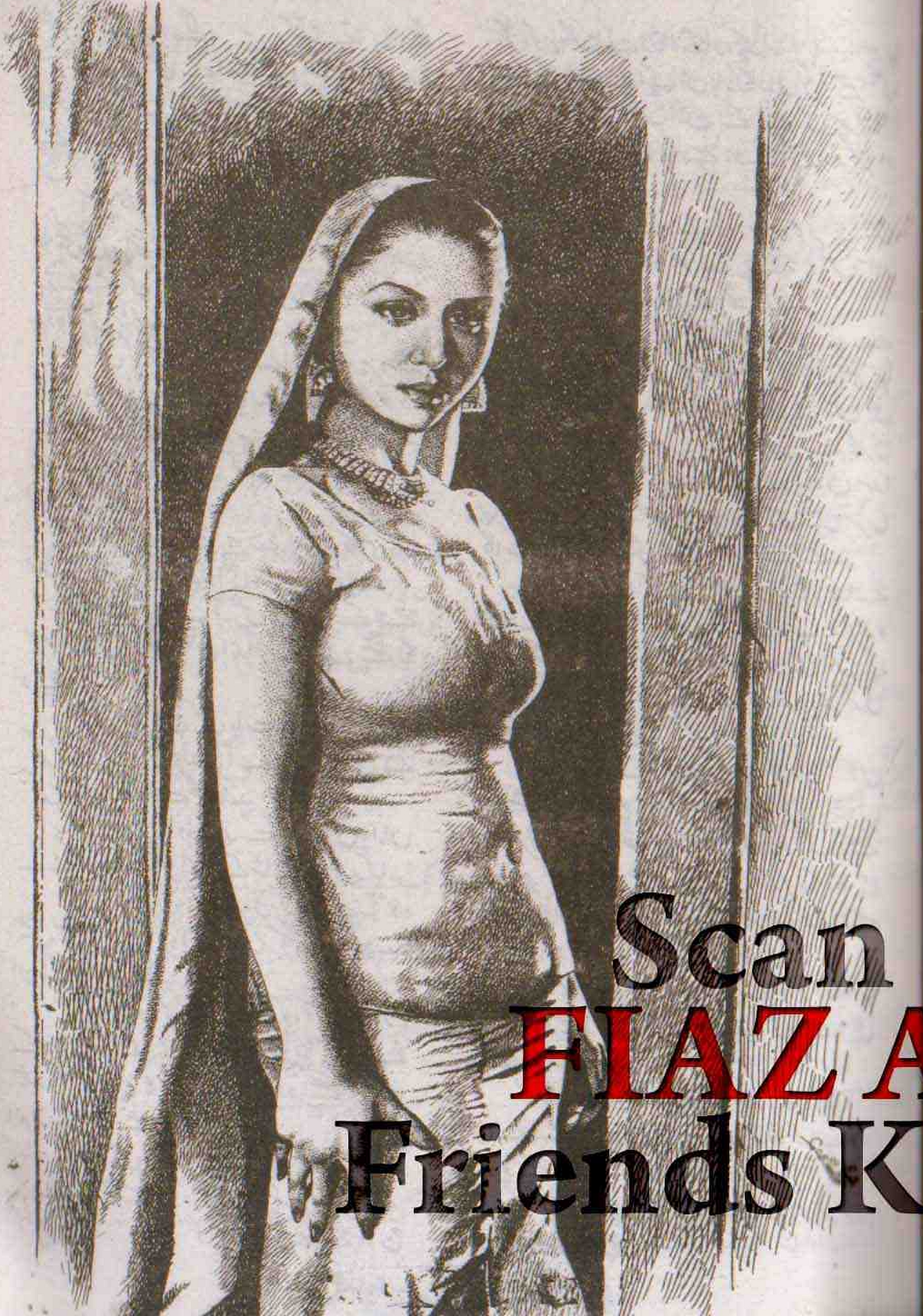

مجھے مکمل کردو

سندس جبیں

بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ جاری تھی، روم کی خاموشی کو دروازہ کھلنے کی آواز نے توڑا۔

"رومان لاشاری۔" نے قدرے ناپسندیدہ نظروں سے پنسل انگلیوں میں گھماتے ہوئے کھلنے والے دروازے کو دیکھا۔

آنے والا "احسان احمد" تھا، اس کا سب سے عزیز دوست اور بزنس پارٹنر۔

رومان کی پیشانی بے اختیار شکن آلود ہوگئی، اسے یہ بے جا مداخلت بے حد بری لگی تھی، حسان کے چہرے پر اضطراب تھا، اس نے تیز قدموں سے اپنے اور رومان کے درمیان موجود فاصلہ کم کیا اور اس کے قریب آ کر قدرے جھک گیا۔

"میٹنگ پوسٹ پون کرو رومان! اٹس ارجنٹ۔" اس نے تیز لہجے میں کہا، رومان نے قدرے الجھ کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"ریزن؟" اس نے سرد مہری سے کہا۔

حسان نے مدھم لہجے میں کچھ کہا، رومان کے چہرے کا رنگ تیزی سے بدلا تھا اس کے ہاتھ سے پنسل میکانکی انداز میں چھوٹ گئی، حسان اب اس کے لیپ ٹاپ کی LID گرا رہا تھا، رومان تیزی سے کھڑا ہو گیا۔

"آئی ایم سوری جنٹل مین، میٹنگ از پوسٹ پون، آئی شیل اناؤنس دا نیکسٹ ڈیٹ۔" اس نے متغیر تاثرات سمیت کہا اور تیز قدموں سے باہر کی طرف مڑ گیا۔

حسان اس کا لیپ ٹاپ اٹھائے اس کے پیچھے لپکا تھا، لیکن جب تک وہ اسے رومان کے روم میں رکھ کر لوٹا، رومان پارکنگ سے گاڑی نکال چکا تھا، وہ تیر کی مانند پیچھے بھاگا تھا مگر جب تک وہ گاڑی کے قریب پہنچا، گاڑی زن سے نکلی اور پارکنگ لاٹ کا فرش ٹائروں کی چرچراہٹ سے گونج اٹھا۔

☆☆☆

آپ سے مل کر ہم کچھ بدل سے گئے

مکمل ناول

Scan & PDF
FIAZ AHMED
Friends Korner.com

شعر کہنے لگے ، گنگنانے لگے

اس نے مگن سے انداز میں گنگناتے ہوئے برتنوں کی ٹوکری اٹھائی اور سلیب پہ رکھ دی۔

پہلے مشہور تھی اپنی سنجیدگی !!!

اب تو جب دیکھیے مسکرانے لگے

ایک مختصر وقفے کے بعد وہ پھر سے شروع ہو چکی تھی، ہاتھ تیزی سے برتنوں کو مطلوبہ جگہوں پہ رکھنے میں مگن تھے، جب اماں کی پاٹ دار آواز پہ وہ اچھل پڑی۔

''بس کر منحوس، بند کر لے اپنا باجا، ہر وقت گانے بجانے کی پڑی رہتی ہے تجھے، مجھے تو ڈر ہے کسی دن لوگ آکر مجھ سے پوچھنے نہ لگیں کہ میں نے گھر میں میراثن کب سے رکھ لی؟'' وہ لتاڑ رہی تھیں۔

وہ ان سنی کرتے ہوئے اپنے کام میں مصروف رہی، البتہ باجا واقعی بند ہو چکا تھا۔

''ویسے آپ کب آئیں؟'' اس کے اتنے معصوم سوال اور غیر متعلق انداز نے انہیں پتنگے لگا دیئے۔

''تجھے اعتراض کس بات پہ ہے؟ میرے گھر آنے پر؟ یا اتنی جلدی آنے پر؟'' انہوں نے کمر پر ہاتھ رکھ کر اسے گھورا۔

''دونوں پر۔'' وہ زور سے ہنس پڑی، اماں نے بے ساختہ دو ہتھڑ اس کے شانے پہ رسید کیا۔

''بے حیا! ماں سے مذاق کرتی ہے۔'' وہ طیش میں آگئیں، وہ اسی طرح مسکراتے ہوئے ان کے پاس بیٹھ گئی۔

''اچھا، چھوڑیں اس بات کو، آپ تو ارم کے سسرال گئی تھیں ناں کیا بات ہوئی؟'' اس نے سنجیدگی سے ان کا دھیان ہٹایا، وہ تھکے ہوئے انداز میں موڑھے پہ بیٹھ گئیں۔

''کچھ نہیں، بننا کیا ہے، وہ تاریخ مانگ رہے ہیں، حق پہ ہیں وہ بھی، بھلا کب تک انتظار کریں، دو سال ہو گئے آئے منگنی ہوئے، آج کل کون کرتا ہے اتنا انتظار، ہک...... ہاں...... سوچا تھا جو جمع جتھا ہے ایک ہی بار لگا دوں گی، تیرا بھی ساتھ ہی کر دوں گی۔'' ان کے لہجے میں پریشانی اور حسرت تھی، وہ نا چاہتے ہوئے بھی چور سی ہو گئی۔

''خیر جو میرے رب کی رضا، ہم تو اسی میں راضی ہیں۔'' وہ آہ بھرتے ہوئے بولیں اور گھٹنوں پہ زور دیتے ہوئے اٹھ گئیں۔

وہ خاموشی سے بیٹھی رہی، چھوٹے سے برآمدے کے آگے کچا صحن تھا جس کا فرش تقریباً اکھڑا ہوا تھا، آٹھ فٹ کی دیوار کی جڑ میں بنی کیاریاں تین چار قسموں کے پھولوں سے بھری ہوئی تھیں جن میں سب سے زیادہ نمایاں سدا بہار اور موتیے کے پھول تھے البتہ کہیں کہیں سرخ گلاب اور گل لالہ بھی جھلک دکھلا رہے تھے۔

وہ گل لالہ کی آتشیں خوبصورتی پہ نگاہ جمائے اندر اٹھتے طوفانوں سے نبرد آزما تھی جب دروازہ کھول کر ارم اندر آئی تھی، سیاہ چادر میں اس کی چمکدار رنگت دمک رہی تھی، وہ دروازہ بند کرتی اس کی سمت بڑھ آئی۔

''کیا بات ہے؟ ایسے کیوں بیٹھی ہو؟'' اس نے تشویش سے پوچھا تھا، اس نے اپنی پانیوں سے بھری نگاہیں اٹھا کر ارم کو دیکھا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر اندر کی طرف بڑھ گئی، ارم ہکا بکا سی بیٹھی رہ گئی، پھر بے ساختہ اٹھی اور اس کے پیچھے چل پڑی، وہ بیڈ پہ بیٹھی سسک رہی تھی۔

''حرم! کیا بات ہے؟ کچھ بتاؤ تو ہوا کیا ہے؟'' وہ جھلا سی گئی تھی، حرم نے سختی سے اپنی آنکھیں رگڑ دیں۔

''کچھ نہیں، کھانا لاؤں تمہارے لئے؟'' اس نے اٹھتے ہوئے پوچھا، اسے پتا تھا کہ اب وہ لاکھ پوچھنے پر بھی کچھ نہیں بتائے گی۔

''کیا بنایا ہے؟'' ارم نے چادر اتار کر تہہ کرتے ہوئے پوچھا۔

''دال چاول۔'' اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

''ہاں لے آؤ۔'' وہ پلٹ کر الماری میں چادر رکھنے لگی، پھر بیڈ پہ بیٹھ کر جوتے کا اسٹریپ کھولا اور جوتے اتار کر سائیڈ پہ ڈال دیئے، چند منٹ بعد وہ اس کے لئے چاول لے آئی، ارم اٹھ کر بیٹھ گئی۔

''اماں کہاں ہیں؟'' اس نے بے صبری سے نوالہ بناتے ہوئے پوچھا۔

''ادھر ہی ہیں کچن میں، تم سناؤ سکول میں سب ٹھیک رہا؟'' حرم نے اس کے دھیان کی رو موڑ دی، ارم ایک پرائیوٹ سکول میں ٹیچنگ کر رہی تھی۔

''ہاں بس کیا بتاؤں؟ اینول فنکشن آ رہا ہے اس سلسلے میں مصروف ہے سارا اسٹاف، یہ پرائیوٹ سیکٹر تو خون نچوڑ لیتا ہے سچ میں، اتنا کام کروا رہے ہیں ہم سے اور پے کرتے وقت جان نکلتی ہے۔'' ارم نے اپنی بھڑاس نکالی۔

''اچھا کب ہے فنکشن؟'' حرم نے دلچسپی سے پوچھا۔

''تمہیں کیا؟ کون سا تمہیں ساتھ جانے کی توفیق ہو گی، پچھلی بار کی طرح اس بار بھی ٹرخا دو گی جھوٹے وعدے کر کے۔'' ارم نے جتاتے ہوئے پانی کا گلاس اٹھایا حرم آہستگی سے مسکرا دی۔

''ارے نہیں بھئی، اس بار پکا، چلوں گی۔'' اس نے یقین دلایا۔

''پکا وعدہ؟'' ارم نے مشکوک ہو کر اسے دیکھا اور پوچھا۔

''ہاں، پکا وعدہ۔'' اس نے پھر سے مسکرا کر کہا۔

اسی وقت اماں اندر آگئیں، انہوں نے نماز اسٹائل میں دوپٹہ لپیٹا ہوا تھا۔

''آ گئی ارم؟'' انہوں نے پوچھا۔

''جی اماں! اور اب مجھے بتائیں اس کو کیا کہا تھا آپ نے، جب میں آئی تو بیٹھی رو رہی تھی، میرے بار بار پوچھنے پر بھی نہیں بتایا اس نے۔'' ارم نے فوراً حرم کی شکایت کی۔

اماں کے چہرے پہ بے چارگی کے ساتھ ساتھ دکھ بھی ابھر آیا تھا۔

''حرم! کیوں میری بے بسی کا مذاق اڑاتی ہے بچی، میرے اختیار میں ہوتا تو کیا میں تجھے گھر بٹھا کر رکھتی؟'' انہوں نے آنسوؤں سے بھری آنکھیں لئے اس سے سوال کیا تو وہ نظر چرا گئی۔

''مجھے شادی کرانے کا کوئی شوق نہیں ہے اماں۔'' اس نے چٹختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ میری وجہ سے ارم کے ساتھ کیوں ظلم کر رہی ہیں، اس کا کیا قصور ہے؟ میری قسمت میں جب شادی کا ہونا لکھا ہو گا ہو جائے گی۔'' وہ اس بار نسبتاً دھیمے پن سے بولی تھی، اس کی آواز کی محرومی اس کے اپنے اندرونی احساسات کے بجائے اس معاشرے کی دین تھی، ارم نے لب بھینچ کر اسے دیکھا تھا۔

''اپنی فراغ دلی اپنے پاس رکھو تم۔'' وہ بھڑکی تھی پھر اماں کی طرف رخ پھیر لیا۔

''اماں! اور آپ بتائیں بات کیا ہے؟''

''کچھ نہیں، تیرے سسرال گئی تھی وہ تاریخ مانگ رہے ہیں شادی کی۔'' انہوں نے بتایا۔

''آپ انہیں انتظار کرنے کا کہیں، جب تک حرم کا کہیں رشتہ طے نہیں ہو جاتا وہ اس بارے میں بات مت کریں۔'' ارم کا لہجہ دوٹوک تھا، اماں نے سر پیٹ لیا۔

''پاگل ہو چکی ہو تم دونوں، خاموش ہو جاؤ، میرا دماغ خراب کر کے چھوڑو گی۔'' وہ گھٹنوں پہ زور دیتی اٹھ گئیں۔

کمرے کی خاموشی میں وہ دونوں بے بسی سے بیٹھی ایک دوسرے سے نظر چرا رہی تھیں۔

☆☆☆

Scan & PDF FIAZ AHMED Friends Korner.com

رستہ تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لے رہا تھا، اس کے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں اسٹیئرنگ کسی کھلونے کی مانند گھوم رہا تھا، بے دردی سے ہونٹ چباتے اس کی آنکھیں ونڈ اسکرین پر مرکوز تھیں اور ذہن بالکل بلینک اور اس دہلا دینے والی خاموشی میں اس کے دل و دماغ میں صرف ایک ہی نام تھا۔

''سارا!''

اس نے گاڑی کو ''فیروز پور روڈ'' کی طرف موڑا تو ٹریفک جام تھا، دس منٹ انتظار کے بعد اس کی برداشت ختم ہونے کو تھی اور دماغ کی رگیں جیسے پھٹ جانے کو تھیں، اس نے بیک ویو مرر سے دیکھا تو اس کے پیچھے گاڑیوں کی لمبی قطار تھی، سگنل توڑنا ناممکن ہی تھا ورنہ اس سخت پریشانی کے عالم میں وہ اپنے ''رولز اینڈ ریگولیشنز'' کو بھی توڑنے پر خود کو آمادہ کر چکا تھا، اس نے بے بسی سے گھڑی کی سرکتی سوئیوں کو دیکھا اور زور سے ہاتھ اسٹیئرنگ پہ دے مارا۔

آنکھوں کی سرخی دم بدم بڑھتی جا رہی تھی، رنگ ٹیون کی آواز نے اسے چونکایا، اس نے پاکٹ سے سیل فون نکالا، شزا کی کال آ رہی تھی، اس نے فوراً پک کی۔

''ہاں شزا بولو!'' وہ عجلت بھری بے قراری سے بولا، اسی وقت سگنل کھل گیا، آگے چلتی ٹریفک جوں کی رفتار سے رینگنے لگی۔

''رومان بھائی کہاں ہیں، پلیز فوراً آئیں، سارا کی کنڈیشن بہت سیریس ہے۔'' اس کی پریشانی سے بھری آواز ابھری اور رومان کا دل جیسے ڈوبنے لگا۔

''آئم جسٹ کمنگ شزا۔'' اس نے سیل فون ڈیش بورڈ پر پھینکتے ہوئے گاڑی کی رفتار خطرناک حد تک بڑھا دی تھی، پندرہ منٹ بعد وہ فیروز پور روڈ پر واقع ''ایک پرائیویٹ ہاسپٹل'' کے سامنے تھا، اس نے تیزی سے گاڑی پارک کی اور گائنی وارڈ کی طرف لپکا تھا۔

ڈیش بورڈ پر پڑا فون ایک بار پھر بج رہا تھا، چمکدار ہندسوں کے ساتھ ''حسان کالنگ'' کے الفاظ جگمگا رہے تھے،

شزا اسے جلد ہی مل گئی، وہ جیسے اڑتا ہوا اس تک پہنچا تھا، وہ بھی اسے دیکھتے ہی اس کی جانب لپکی اور اس سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، رومان کا رنگ لمحوں میں زرد پڑا تھا۔

''شزا! کیا بات ہے؟ سب ٹھیک ہے نا۔''

اس نے وحشت سے اسے جھنجھوڑ ڈالا تھا۔

''سارا ٹھیک نہیں ہے بھائی، وہ ٹھیک نہیں ہے۔'' وہ روتے ہوئے ہچکی گردان کر رہی تھی، رومان نے پیشانی مسلی اور ایک طویل سانس لے کر اسے دیکھا۔

''فہد کہاں ہے؟''

''وہ یہیں تھے کسی ڈاکٹر سے بات کرنے گئے ہیں وہ...... وہ آ گئے۔'' شزا نے بات کرتے کرتے یکدم اس کے پیچھے دیکھ کر کہا۔

رومان پلٹا تو فہد کو اپنے پیچھے پایا، فہد بلال ایک چھبیس ستائیس سالہ جوان سال شخص تھا جس کی روشن پیشانی اور بے حد گھنے بھورے بال اس کی شخصیت کے چارم میں نہایت اہم کردار ادا کر رہے تھے، اس روشن آنکھیں اس پل قدرے بجھی بجھی سی لگ رہی تھیں۔

''بھائی آپ آ گئے۔'' فہد نے بے ساختہ کہا۔

''ڈاکٹرز کیا کہہ رہے ہیں فہد؟'' وہ بے چینی سے پوچھنے لگا، فہد نے بے اختیار نظر چرا لی تھی۔

''وہ...... وہ کچھ بھی نہیں، انشا اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' فہد نے امید دلانی چاہی، رومان نے شدت سے اس کی بات قطع کی تھی۔

''مجھے سچ بتاؤ۔''

''انہوں نے کچھ خاص امید نہیں دلائی... کچھ بھی ہو سکتا ہے۔'' فہد نے دھیمے انداز میں کہا تھا۔

رومان نے لب بھینچتے ہوئے خود پہ قابو پانے کی کوشش کی تھی، مگر اس کی ٹانگوں نے یکدم اس کا بوجھ سنبھالنے سے انکار کر دیا تھا، وہ بنچ پر گر سا گیا، اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا۔

☆☆☆

حرم خاموشی سے معمول کے کام نمٹا رہی تھی، چھوٹے سے گھر میں چھائی خاموشی میں آج اس کی کوئی گنگناہٹ نہیں گونجی تھی، صبح ہی تو خالہ جمیلہ آئی تھیں، جلے دل کے پھپھولے پھوڑتی، رشتوں کی کمی کا رونا روتی وہ کس طرح اس کے دل کو چوکے لگا رہی تھی شاید وہ لاعلم ہی تھیں ورنہ حرم کا ضبط سے پھیکا پڑتا چہرہ اور آنسوؤں ضبط کرنے کی کوشش میں نڈھال پلکیں انہیں شاید خاموش ہونے پہ آمادہ کر ہی دیتیں، پتا نہیں کیا تھا، ہر دوسرے شخص کو جیسے بس اسی کی فکر ہو گئی تھی، ایسا نہیں تھا کہ اماں نے کوشش نہیں کی تھی، مگر زمانہ بڑھتی ہوئی ڈیمانڈز پر شاید وہ پورا نہیں اتری تھی جبھی ہر بار اس کے برداشت آزمائی جاتی۔

ہے محروم میرے خواب بہت ہیں
چھوٹی سی کہانی ہے مگر باب بہت ہیں
ہر موڑ پہ مل جاتے ہیں ہمدرد ہزاروں
شاید میری بستی میں اداکار بہت ہیں

دوپہر کے وقت ارم آئی تو خاصی پرجوش تھی، اس کا فنکشن دو دن بعد تھا اور اس نے حرم سے وعدہ لیا ہوا تھا جانے کا، وہ پالک کے پتے چنتی حرم سے ڈھیروں ڈھیر باتیں کیے جا رہی تھی، یہ دھیان دیئے بنا کہ وہ سن بھی رہی ہے یا نہیں، ہاں میں ہاں ملائے جا رہی تھی۔

''مس فرحت ہیں نا، وہی پیاری سی، وہ کہہ رہی تھیں کہ وہ تو ساڑھی باندھ کر آئیں گی، میں نے کہا، ضرور نہیں آپ پہ بہت جچے گی۔'' ارم نے اس کے جھکے سر کو دیکھا تو زور سے اس کا شانہ ہلایا۔

''میں تم سے مخاطب ہوں حرم بی بی!'' وہ جل کے بولی تھی، حرم بے دلی سے مسکرا دی۔

''سن رہی ہوں۔''

''اچھا، کیا کہہ رہی تھی میں؟'' ارم نے اسے فوراً امتحان میں ڈالا۔

''یہی کہ تم ساڑھی باندھو گی۔'' وہ آہستگی سے بولی، ارم نے سر پیٹ لیا۔

''یہ...... یہ میں کہہ رہی تھی؟ یہ بات سن رہی ہو میری؟ مر و تم......'' وہ تن فن کرتی اٹھی مگر حرم نے فوراً ہاتھ پکڑ کر بیٹھا لیا۔

''اچھا چھوڑو، تم اِدھر بیٹھو اور مجھے بتاؤ تمہارے سفیر صاحب کا کیا حال ہے؟'' حرم نے اس سے اس کے منگیتر کا پوچھا اور حسب توقع ارم سب کچھ بھول کر دوبارہ بیٹھ گئی، یہ تو ایسا موضوع تھا جس پر وہ بلا تھکان گھنٹہ بھر بول سکتی تھی۔

''ہاں آیا تھا فون اس کا، مرا جا رہا ہے شادی کے لئے، میں نے بھی کہا جب تک میری بہن کی کم از کم کہیں منگنی نہیں ہو جاتی بھول جاؤ شادی کو، چلا ہی تو پڑا آگے سے، کہتا ہے، میں مر جاؤں گا ارم۔'' وہ ہنستے ہوئے بتا رہی تھی، حرم نے بے ساختہ اس کی مسکراہٹ کے دائمی ہونے کی دعا مانگی۔

''میں نے کہا! مجنوں صاحب، آج کل کے فاسٹ دور میں کوئی کسی کے بغیر نہیں مرتا، تم مرنے کی بجائے اچھا سا پرپوزل دیکھو میری بہن کے لئے۔'' ارم نے جوش سے اسے بتایا۔

''ایسے اچھا نہیں لگتا ارم! کیا سوچے گا بھلا وہ؟'' حرم نے قدرے خفگی سے کہا۔

''رہنے دو، کیوں اچھا نہیں لگتا؟ سب کچھ تو جانتے ہم ایک دوسرے کے گھر کے متعلق۔'' ارم نے جیسے کان سے مکھی اڑائی۔

Scan & PDF FIAZ AHMED Friends Korner.com

"اچھا بابا! جیسے تم خوش، آؤ کچن میں چلتے ہیں، چائے کا موڈ ہے؟" حرم نے سبزی کی ٹوکری اٹھاتے ہوئے پوچھا۔
"بالکل ہے میری پیاری بہن، چلو۔" ارم خوشی خوشی اٹھ گئی۔

☆☆☆

...ت تھی محبت کی
...عمر بھر کی چاہت کی
...بھیڑ میں زمانے کی
...ساتھ ساتھ چلنا تھا
...امتحاں بھی آنے تھے
...زندگی کے سب ہی پل
...ساتھ ہی بتانے تھے
...جانے تم نے کیا سوچا؟
...بس ایک پل میں ہی
...ت ختم کر ڈالی
...کون تم کو سمجھائے
...محبتوں کے موسم بھی
...روز تو نہیں آتے
...زندگی میں اپنوں کو
...چھوڑ تو نہیں جاتے
...تم کو کیا خبر؟
...خواب کی حقیقت کی
...ت اس محبت کی
...ت اس محبت کی

پوری کائنات جیسے سیاہی اوڑھ چکی تھی اور وہ سفید ایمبولینس ایک روشن نقطے کی شکل اختیار کر گئی تھی، نصف رات بیت چکی تھی، لاہور کی سڑکوں کی رونق بتدریج مدھم پڑنے لگی تھی اور اس مدھم سی روشنی میں وہ سفید ایمبولینس تیزی سے سڑکیں روندتی ماڈل ٹاؤن کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔
ایمبولینس کے تعاقب میں سیاہ سوک بھی اسی رفتار سے بھاگ رہی تھی، ڈرائیونگ سیٹ پر فہد تھا، اس کے ساتھ رومان تھا اور پچھلی سیٹ پر غم سے نڈھال اور نم آنکھیں لئے شزا تھی جس کی گود میں نومولود ننھی سی گلابی گالوں اور بند مٹھیوں والی بچی تھی، شزا نے تھکن سے چور نظریں اٹھا کر بھائی کی شکل دیکھی جو ساری کائنات سے بے خبر ساکت وصامت بیٹھا تھا، نظریں سامنے ونڈ اسکرین پر براجمان تھیں جن کے پار نظر آتی ایمبولینس اس دنیا کی سب سے تلخ سچائی اپنے اندر سمیٹتے ہوئے تھی۔
رومان کو ایمبولینس کا ہوٹر صور اسرافیل سے مشابہہ لگ رہا تھا، اس کی آنکھوں میں جیسے صدیوں کی برف جم گئی تھی گاڑیاں سفید گیٹ کے سامنے رک گئیں، ایمبولینس میں سے سارہ کی میت نکال کر کوٹھی کے بڑے سے لان میں رکھ دی گئی جہاں پہلے سے بہت سے دوست، احباب، رشتے دار اور سارہ کے والدین موجود تھے، وہ سب وہاں تھے مگر رومان کو نجانے کیوں سب بہت اجنبی سے چہرے نظر آ رہے تھے، پتا نہیں کون کون اس سے گلے مل رہا تھا، اسے دلاسے دے رہا تھا، اسے کچھ پتا نہیں چل رہا تھا، اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا، شزا جیسے اس کی حالت پہ ترس کھا کر اسے سب کے بیچ میں سے نکال کر لے گئی تھی، وہ ساکت نظروں سے اس سارے عمل کو دیکھتا رہا تھا، سارا کی میت کو کندھا دیتے وقت اس کے کندھے جیسے ٹوٹ رہے تھے، اسے لحد میں اتارتے وقت اس کا ہاتھ سارا کے بے جان ہاتھ سے چھو گیا، اس کے بے جان وجود میں جیسے کرنٹ سا دوڑ گیا تھا، خشک صحرا آنکھیں پل بھر میں لبالب بھر گئی تھیں، وہ پاگلوں کی طرح بلند آواز میں رونے لگا، فہد کو لگا جیسے کسی نے اس کا کلیجہ نوچ لیا ہو وہ بے ساختہ آگے بڑھا تھا۔
"رومان بھائی! پلیز اپنے آپ کو سنبھالیں، پلیز خدا کے لئے۔" فہد نے اسے زبردستی کھانچ کر پیچھے ہٹایا تھا۔

قبرستان واپسی کے سارے رستے اس کی آنکھوں نے بے آواز آنسو بہائے تھے، گھر آتے ہی وہ کمرے میں بند ہو گیا تھا، شزا نے بھی زور نہیں دیا تھا، وہ اپنے بھائی کو جانتی تھی، وہ اپنے دکھوں کا اشتہار نہیں لگاتا تھا، وہ خاموشی سے ماتم کرتا تھا، وہ اسے اسی لئے کمرے میں جانے سے نہیں روک سکی تھی، وہ ننھی گڑیا کو گود میں لئے بے بسی سے فہد کو دیکھتی رہی، جس نے اسے ہاتھ دبا کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔
رومان نے تو اپنی بیٹی کو بھی بس ایک نظر ہی دیکھا تھا، وہ رومان اور سارا کے ملے جلے نقوش لئے ہوئے تھی، رنگت بے حد سفید اور بال سنہرے وہ بالکل فارنر لگتی تھی، شزا بے ساختہ جھک کر اسے چوما اور دل سے رب سے بھائی کے لئے صبر کی دعا مانگی تھی۔
رومان اور سارا کی لو میرج تھی، وہ یونیورسٹی میں ملے تھے، اگرچہ تب رومان یونیورسٹی سے فارغ ہو چکا تھا شادی کا فیصلہ دونوں طرف سے ایک مکمل سوچ سمجھ کر اور تحمل سے کیا گیا فیصلہ تھا، دونوں میں بہت اچھی انڈر اسٹینڈنگ تھی، مثالی محبت تھی، پھر نہ جانے کیا ہوا تھا، اس نے جانے کا اذن کیوں مانگ لیا تھا؟

☆☆☆

ارم کے سسرال والوں کو شادی کی تاریخ دے دی گئی تھی، اماں نے چھوٹی موٹی تیاری تو کر رکھی تھی مگر اب تو جیسے وقت کو پر لگ گئے تھے، وہ ارم کے ساتھ اکثر بازار میں پائی جاتیں اور باقی رہ گئی حرم تو وہ بہت خوش تھی، آخر کار ارم کی شادی اس کی وجہ سے کسی مسئلے کا شکار ہوئے بغیر خوش اسلوبی سے طے پا گئی تھی۔
انہی دنوں بہت عجیب بات ہوئی تھی، اماں اور ارم حسب معمول بازار گئی تھیں، آج انہے اپنا شادی کا جوڑا لینا تھا، حرم کو کسی طرح بھی اس کے جلد لوٹ آنے کی توقع نہ تھی، جبھی وہ تسلی سے گھر کے کام نمٹا کر نہانے گھس گئی، نہا کر آنے کے بعد اس نے بال سلجھائے اور چائے کا کپ تھام کر برآمدے میں رکھی کرسیوں میں سے ایک پہ بیٹھ گئی، چائے پیتے ہوئے اسے ارم کے اسکول کا اینول فنکشن یاد آ گیا، حرم بھی اس کے ساتھ گئی تھی، ارم نے زبردستی اسے تیار کیا تھا اور ہلکے پھلکے لانگ شرٹ اور ٹراؤزر میں بال کھولے حرم اپنی فطری سادگی کے باعث بے ساختہ مس فرحت کی نظروں میں آ گئی تھی، باقی کا فنکشن وہ اس کے ساتھ ہی رہی تھیں، ان کا تعلق اچھی خاصی ویل آف فیملی سے تھا وہ شوقیہ جاب کر رہی تھیں، حرم کافی دیر ان کو سوچتی رہی، وہ نا صرف مزاج کی بہت اچھی تھیں بلکہ بہت پیاری بھی تھیں۔
وہ چائے پیتے ہوئے بھی ان ہی سوچوں میں گم تھی جب دروازہ بجا، حرم نے کپ ٹیبل پہ رکھا اور حیرانگی سے دروازے کو دیکھتے ہوئے سوچا کہ شاید اماں اور ارم ہوں، مگر وہ اتنی جلدی کیسے آ گئیں، اس وقت اسے پتا نہیں تھا کہ آنے والے مہمان اس کی زندگی میں کیسا انقلاب لے آئیں گے، اس نے دروازہ کھولا تو وہاں کھڑی دو خواتین نے اسے حیران کر دیا، وہی پیاری سی مس فرحت اس کے سامنے تھیں اور ان کے ساتھ ان سے بھی زیادہ پیاری ایک ینگ سی خاتون تھیں، خاتون کہنا تو شاید زیادتی ہی ہو وہ لڑکی ہی لگتی تھیں۔
"آپ؟" حرم نے حیران سی ہو کر کہا اور دروازے سے ہٹ گئی، دونوں خواتین اندر آ گئیں۔
"کیسی ہو حرم؟" فرحت نے اس سے گلے ملتے ہوئے گرم جوشی سے پوچھا۔
"میں ٹھیک ہوں، آپ کیسی ہیں؟"
"میں بھی ٹھیک ہوں اور یہ میری دوست

Scan & PDF FIAZ AHMED Friends Korner.com

شزا ہیں، ارم کہاں ہے؟" انہوں نے پوچھا۔

"وہ مارکیٹ گئی ہے اماں کے ساتھ، آئیں آپ اندر آئیں۔" وہ انہیں لئے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

"آپ بیٹھیں میں کچھ لاتی ہوں۔" وہ اٹھنے لگی۔

"ارے نہیں تم بیٹھو، یہ بتاؤ ارم کب تک آئے گی؟"

"کچھ کہہ نہیں سکتی، دیر بھی ہو سکتی ہے۔" اس نے سادگی سے بتایا۔

"اچھا، فون ہے اس کے پاس؟" انہوں نے پوچھا، حرم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اچھا، میں اسے کال کر لیتی ہوں۔" وہ بیگ میں سے سیل فون نکال کر باہر کی طرف بڑھ گئیں۔

"اور کیا کرتی ہو حرم؟" خوبصورت سی لڑکی جواب تک خاموش تھی پہلی بار بولی، بلاشبہ اس کی آواز بھی بے حد پیاری تھی۔

"کچھ بھی نہیں گھر میں ہوتی ہوں۔" حرم نے پیشانی پہ آئے بال کان کے پیچھے اڑسے۔

"آپ کیا کرتی ہیں؟ پڑھتی ہیں؟" اس نے جواباً پوچھا، شزا بے ساختہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

"ارے نہیں بھئی، میں پڑھ چکی ہوں، میں شادی شدہ ہوں۔" اس نے بتایا، حرم کی آنکھوں میں حیرانی اتر آئی۔

"لگتا نہیں ہے۔" اس نے بے ساختہ کہا۔

"چھ ماہ ہی ہوئے ہیں ابھی۔" شزا نے کہا۔

"اوہ...... تبھی۔" حرم نے سر ہلایا، اسی وقت فرحت بھی اندر آ گئیں۔

"آ رہی ہے، میں نے کہا جتنی جلدی ہو سکے، پہنچو تم۔" انہوں نے بیٹھتے ہوئے بتایا۔

"اچھی بات ہے آپ پلیز بیٹھیں میں کچھ لاتی ہوں۔" حرم کہتی ہوئی تیزی سے باہر نکل گئی۔

"کہو شزا؟" فرحت نے داد لینے والے انداز میں شزا کو دیکھا۔

"لڑکی تو اچھی ہے اور نرم مزاج بھی۔" شزا نے تعریف کی۔

"بس ٹھیک ہے باقی میں دیکھ لوں گی۔" فرحت نے حتمی انداز میں کہا۔

شزا نے سر ہلا کے اردگرد کا جائزہ لینا شروع کر دیا، گو کہ سامان زیادہ بیش قیمت نہیں تھا مگر ہر چیز سے سلیقہ ٹپک رہا تھا اور ستھرائی بھی مثالی لگ رہی تھی، تھوڑی دیر بعد حرم چائے لے کر آ گئی۔

"ارے! کیا تم ہمارے ساتھ نہیں پیو گی؟" فرحت نے پوچھا۔

"نہیں میں نے ابھی پی ہے۔" اس نے مسکرا کر بتایا۔

کچھ دیر بعد وہ چائے پی کر فارغ ہی ہوئیں تھی کہ ارم اور اماں آ گئیں، ملنے ملانے کے بعد ارم تو وہیں جم گئی، اماں دوپہر کے کھانے کے لئے سبزی لینے چل دیں تو حرم سب شاپنگ بیگز اٹھا کر دوسرے کمرے میں آ گئی، اماں واپس لوٹیں تو حرم سب چیزیں اٹھا کر کچن میں آ گئی، ان کے جانے کے بعد حرم کھانا بنا کر واپس لوٹی تو ارم اور اماں کو پریشان اور کشمکش وپیچ میں مبتلا دیکھ کر چونک گئی۔

"کیا بات ہے ارم؟" اس نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں، کوئی بات نہیں ہے۔" اس نے سر جھٹک کر چہرے کے تاثرات بدلے۔

"نہیں کوئی بات تو ہے، اماں آپ بتائیں؟"

"میں نے کہا نا کچھ نہیں ہے، اماں پلیز اسے بتائیں کہ کوئی بات نہیں ہے۔" ارم نے اس بار قدرے غصے سے کہا، حرم نے اسے گھورا۔

"یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے؟" اس کا انداز طنزیہ ہوا تھا، ارم نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔

"کہا ناں! کچھ نہیں ہے۔" وہ پیر پٹخ کر باہر کی سمت نکل گئی، اماں نے بھی خاموشی اوڑھ رکھی تھی، حرم نے بھی دوبارہ نہیں پوچھا، مگر رات کو جب سفیر کا فون آیا اور ارم مسکراتے چہرے کے ساتھ سیڑھیاں چڑھتی اوپر چلی گئی تو وہ اماں کے پاس آ بیٹھی۔

"اماں! میں آپ کو صبح سے پریشان اور الجھا ہوا سا دیکھ رہی ہوں، پلیز بتائیں نا کیا بات ہے؟"

"بات ہی ایسی ہے میری بچی۔" انہوں نے تسبیح کے دانے گراتے ہوئے مدھم سی آواز میں کہا۔

"سب ٹھیک تو ہے ناں؟" اس نے پریشانی سے پوچھا۔

"ہاں سب خیر ہے، وہ جو آج بچی آئی تھی ا فرحت کے ساتھ۔"

"جی!" اس نے سر ہلایا۔

"وہ اپنے بھائی کا رشتہ لائی تھی تمہارے لئے۔" انہوں نے بڑے سکون سے اس کے سر پر بم پھوڑا تھا، حرم کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"کیا؟"

"لڑکا اکلوتا ہے، پڑھا لکھا ہے اور خاندان بھی اچھا خاصا امیر ہے۔" انہوں نے بتایا۔

"تو پھر یہاں کیا لینے آئیں تھیں، اپنے جیسے امیروں میں ہی کر لیتے۔" حرم نے تلخی سے کہا۔

"ہاں کر تو لیں، مگر ایک خرابی ہے، بلکہ خرابی کیا میں تو اسے قسمت کا کھیل ہی کہوں گی۔" وہ افسردہ سی سانس بھر کے بولیں۔

"کیا خرابی ہے؟" اس نے قدرے بے تابی سے پوچھا۔

"لڑکا پہلے سے شادی شدہ ہے۔" اس نے نظریں چراتے ہوئے کہا، حرم کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔

"تو دوسری شادی کیوں کر رہا ہے؟" وہ حیران تھی۔

"پہلی بیوی کی وفات ہو گئی ہے، بچی ہے چھوٹی سی، بلکہ صرف چند دنوں کی۔"

"اوہ! تو بچی کے لئے کر رہا ہے شادی؟" وہ طنزیہ مسکرائی۔

"نہیں حرم! مجھے شزا نے خود بتایا تھا کہ اس کا بھائی شادی کے لئے نہیں مانتا، بچی کیا کیا ہے پل ہی جائے گی گورنس کے ہاتھوں، مگر شزا چاہتی ہے کہ کوئی ایسی ہو جو بچی کو اپنی بیٹی سمجھ کر پالے، وہ اسے آیا کے حوالے نہیں کرنا چاہتی، جہاں تک اپنی کلاس، اپنے طبقے میں شادی کی بات ہے تو تمہیں بھی پتا ہی ہو گا وہ لڑکیاں ان جھنجٹوں میں نہیں پڑنا پسند کرتیں۔" انہوں نے آہستہ آہستہ بات مکمل کی۔

"اور یہ خدانخواستہ کوئی عیب نہیں ہے۔" انہوں نے دھیمے سے کہا۔

"تو آپ کیا چاہتی ہیں؟" حرم نے بڑے حوصلے سے کہا۔

"شزا تو کہہ رہی تھی اگر آپ راضی ہیں تو ارم کے ساتھ ہی سادگی سے نکاح کر لیں گے، انہیں کچھ نہیں چاہیے، فرحت بھی بڑی وکالت کر رہی تھی، کہہ رہی تھی کہ آنٹی! اس میں کوئی عیب نہیں ہے، ماشاءاللہ پورے ہاتھ پیر کا جوان جہان مرد ہے، مجھ سے ارم نے کہا تھا کہ حرم کے لئے اگر کوئی رشتہ ہو تو ضرور بتاؤں، مجھے حرم بالکل بہنوں کی طرح عزیز ہے، مجھے لگا کہ یہ اس کی خوش قسمتی ہو گی اگر وہ شزا کی بھابھی بن جائے، وہ تو گارنٹی بھی دے رہی تھی کہ سب کچھ ہماری مرضی کا ہو گا، ان کی کوئی ڈیمانڈز نہیں ہوں گی۔" وہ کہہ رہی تھیں اور حرم کے ذہن میں صرف دو لفظ

Scan & PDF FIAZ AHMED FriendsKorner.com

ہی گونج رہے تھے۔
سادگی سے نکاح، اور......؟ نوڈیمانڈز۔
''آپ جو چاہتی ہیں وہ ہی ہوگا اماں! میں آپ کی رضا میں راضی ہوں۔'' حرم نے ان کی گود میں چہرا چھپالیا۔
انہوں نے بے ساختہ اس کے سر پہ بوسہ دیا تھا، ان کی صابر بیٹی کی آزمائش ختم ہونے کو تھی، مگر......! کون جانتا ہے آزمائش ختم ہونے کو تھی یا شروع؟ رب کے راز اس کی رضا کے بغیر کون جان سکتا ہے؟۔
(آپ کو لگتا ہے کہانی بڑی ٹیپکل سی ہے، مجھے بھی یہی لگا تھا، مگر ہمیشہ ویسا نہیں ہوتا جیسے ہمارے اندازے ہوتے ہیں، میری طرح آپ کو بھی لگا ہوگا کہ اب دونوں کی شادی ہو جائے گی، ہیرو صاحب تھوڑے سے اکڑو ہوں گے مگر جب وہ ہیروئن صاحبہ کی بے لوث خدمت اور صبر دیکھیں گے تو دل نرم پڑ جائے گا اور یوں قارئین ایک اور ہیپی اینڈنگ سے محظوظ ہوں گے۔
''یہ سب ہمارے اندازے ہیں۔'' اور میں نے کہا نا کہ اندازہ ہر بار اچھا رزلٹ دے ضروری نہیں۔
یہ کہانی کس طرح مختلف ثابت ہوئی میرے لئے اور آپ کے لئے، آیئے دیکھتے ہیں، چلتے ہیں رومان اور حرم کے پاس۔)
☆☆☆
''تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے شزا! مجھے تمہاری کوئی فضول بات نہیں سننی۔'' وہ تو شادی کا موضوع سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ گیا تھا۔
''اوہ...... بھائی! آپ پہلے میری پوری بات تو سن لیں۔'' وہ جھلا کر الٹ پڑی تھی۔
''مجھے تمہاری بے وقوفانہ باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔'' وہ مزید خفا ہوا تھا۔
شزا نے بے بسی سے فہد کو دیکھا اور اس کے پہلو سے اٹھ کر رومان کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔
''شادی تو آپ کو کرنی ہی ہے نا، آج نہیں تو کل۔''
''تم سے کس نے کہا کہ مجھے شادی کرنی ہے؟'' وہ الٹا پڑ گیا، اب کی بار فہد بیچ میں کود پڑا تھا۔
''بھائی جان! پلیز...... کیا آپ کو ویران زندگی گزارنی ہے، نہیں نا، تو پھر کیا حرج ہے شزا کی بات ماننے میں؟'' اس نے تحمل سے کہا۔
''نہیں فہد پلیز! میں ابھی ذہنی طور پر بالکل تیار نہیں کسی نئے رشتے کو بنانے کے لئے۔'' وہ سخت اپ سیٹ نظر آ رہا تھا۔
''مجھے پتا ہے آپ تیار نہیں ہیں مگر یہی وقت صحیح فیصلہ لینے کا ہے، اگر آپ اسی ٹینشن میں رہیں گے تو آپ تو پاگل ہو جائیں گے اور لائبہ کا کچھ سوچا ہے آپ نے؟'' فہد نے سنجیدگی سے کہا، رومان نے سختی سے لب بھینچ لئے تھے۔
''ابھی سارا کو گئے دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔'' وہ اذیت سے بولا تھا۔
''تو آپ کوئی خدانخواستہ بیوہ تو نہیں ہیں جس کے لئے عدت پوری کرنا لازم ہو۔'' شزا حسب عادت بنا سوچے سمجھے جھٹ سے بولی، اتنی Critical سچویشن میں بھی فہد کو ہنسی آ گئی۔
''رومان بھائی! آپ مجھے صرف ایک بات کا جواب دیں، کیا آپ لائبہ کو بھی اپنے جیسی زندگی دینا چاہتے ہیں؟'' فہد کے سوال نے رومان کو سوچوں اور یادوں کی وادی میں دھکیل دیا تھا۔
''لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ آنے والی لڑکی اسے ماں بن کے پالے گی؟'' اس نے جرح کی۔
''اچھا سوال ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ بچوں کے جھنجھٹ میں نہ پڑنے کے چونچلے اپر کلاس کی لڑکیوں کے ہوتے ہیں، مڈل کلاس کی

لڑکیاں عمومی طور پر سمجھوتا کرنا جانتی ہیں۔''
''یہ کوئی کرائے ٹیریا نہیں۔'' اس نے رد کیا۔
''بالکل ٹھیک کہا ہے آپ نے، یہ کوئی کرائے ٹیریا واقعی نہیں ہے، لیکن بہر حال ایسا ہوتا ہے۔''
''تو پھر تم دونوں کیا چاہتے ہو؟'' وہ جیسے عاجز آ گیا تھا۔
''آپ ہاں کر دیں۔'' شزا کا لہجہ حتمی تھا، وہ بے بس سا ہاں میں سر ہلا گیا تھا۔
مگر وہ اندرونی طور پر اس قدر ڈسٹرب تھا کہ حسان کو بتائے بغیر رہ نہ سکا تھا، حسان اس کا بہترین دوست تھا اور اس سے کبھی اس نے کچھ نہ چھپایا تھا۔
''دیکھ رومان! پریشان ہونے سے مسائل حل نہیں ہوتے، مجھے یہ بتاؤ اس لڑکی کا حدود اربعہ کیا ہے؟''
''شزا بتا رہی تھی کہ گریجویٹ ہے اور بہت نرم مزاج کی سلجھی ہوئی لڑکی ہے۔''
''یہ تو ٹھیک علامات ہیں، مگر تم آخر کس قسم کے تحفظات کا شکار ہو؟'' وہ الجھ گیا تھا۔
''بس یہی سوچ رہا ہوں کہ اگر وہ ایسی ثابت نہ ہوئی تو؟''
''تو اس میں سوچنے کی کیا بات ہے؟ تجھے ایک بہت عام سی حقیقت بتاؤں بلکہ تو اسے کامن سینس ہی سمجھ، یہ جو مڈل کلاس لڑکیاں ہوتی ہے نا مرتی ہیں دولت کے پیچھے، امیروں پہ ان کی رال بڑی جلدی ٹپک پڑتی ہے اور تو، تو خیر سے ہینڈسم پلس امیر ہے تو تجھے دیکھ کر تو اس کے حواس ہی جواب دے جائیں گے، مگر آج تجھے ایک پتے کی بات بتاؤں، تو اسے اس کی ''اوقات'' میں رکھنا۔''
''کیا مطلب؟'' رومان کی پیشانی پہ شکن آ گئی۔
''مطلب دیکھ نا وہ چاہے گی تو اس پر بے تحاشا پیسہ لٹائے آفٹر آل وہ تیری نئی نویلی بیوی ہو گی اور یہ بھی یاد رکھنا کہ یہ اس کی پہلی شادی ہی ہے، دوسری تو تیری ہوگی نا۔''
''مجھے تمہاری فلاسفی بڑی عجیب لگ رہی ہے حسان! اور سوری تو سے...... مگر اس وقت تم بڑے Mean لگ رہے ہو۔'' وہ صاف گوئی سے بولا، حسان برا ماننے کی بجائے ہنس دیا۔
''تیرے بھلے کو کہہ رہا ہوں یار! یہ لڑکیاں بڑی عجیب ہوتی ہیں، کوئی تو وجہ ہے جو وہ تجھ سے شادی پہ تیار ہے، دیکھ تیری دوسری شادی ہے اور تو ایک بچی کا باپ بھی ہے۔''
''تجھے کیا لگتا ہے؟ کیا ریزن ہے؟''
''آف کورس پیسہ میری جان پیسہ۔'' حسان طنزیہ مسکرایا، رومان نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔
''کیا پیسہ اتنا میٹر کرتا ہے؟''
''آف کورس کرتا ہے، خاص طور پر ان Lower edges کے لئے۔'' حسان نے لاپرواہی سے شانے جھٹکے، رومان نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلا دیا تھا۔
☆☆☆
ارم نے جب سے حرم کی ہاں کے بارے میں سنا تھا وہ اس سے سخت خفا تھی اور صبح سے تو اس کی بات کا جواب بھی نہیں دے رہی تھی، حرم نے بھی اسے چھیڑنا مناسب نہ سمجھا تھا، اماں نے کل باقاعدہ طور پر رومان کو ہاں کر دی تھی، شاید اسی لئے ارم اتنی سختی سے ناراض نظر آتی تھی، سارے دن اس کی خاموشی جھیلنے کے بعد وہ رات میں جب سونے کے لئے لیٹیں تو حرم سے رہا نہیں گیا۔
''تم مجھ سے خفا ہو؟''
''نہیں، مجھے کیا ضرورت ہے؟'' ارم کا لہجہ اکھڑا ہوا تھا۔

Scan & PDF EJAZ AHMED Friends Korner.com

''مجھے سمجھ آ رہی ہے ارم کہ تم کس بات کو لے کر اس طرح کا رویہ اپنائے ہوئے ہو؟''

''نہیں، تمہیں سمجھ ہی تو نہیں آ رہی؟ کیوں کی تم نے ہاں؟ آخر کمی کیا ہے تم میں؟ تم اس شخص کی دوسری بیوی بننے پر تیار ہو؟'' ارم پھٹ پڑی تھی، حرم نے بڑے سکون سے اس کی بات سنی تھی، وہ پہلے ہی ذہنی طور پر تیار تھی ارم کے اس قسم کے سوالوں کے لئے۔

''پہلی بیوی بنانے پہ کوئی تیار نہیں، میں نے سوچا دوسری ہی بن جاؤں۔'' حرم نے سفا کی سے جیسے اپنے ہی بخیے ادھیڑ ڈالے تھے۔

''تم...... یہ تم کہہ رہی ہو؟'' ارم کی آنکھیں پھیل گئیں۔

''تو اور کیا کہوں؟ اماں بتا رہی تھیں لڑکا اچھا خاصا خوبصورت ہے، امیر تو وہ ہیں ہی، تو مجھے اور کیا چاہیے؟'' وہ لاپرواہی سے کندھے جھٹک کر بولی۔

''تم اتنی مادیت پرست کب سے ہو گئی ہو؟'' ارم کو بے حد صدمہ ہوا تھا۔

''اوہ ہو...... ارم! اس میں مادیت پرستی کہاں سے آ گئی ایک لڑکی کو اور کیا چاہیے؟'' اس نے سر جھٹکا اور رخ پھیر کر لیٹ گئی۔

''وہ ایک بچی کا باپ ہے؟'' ارم نے قدرے بلند آواز میں اسے یاد دلایا۔

''پتا ہے مجھے۔'' اس کا اطمینان برقرار تھا۔

''آخر تمہیں شادی کروانے کا اچانک سے اتنا شوق کیوں اٹھ رہا ہے؟'' وہ جھلا گئی تھی۔

''تمہاری شادی دیکھ کر۔'' اس نے سکون سے کہا۔

''اوہ تو یہ بات ہے، تم فرار چاہ رہی ہو یہاں سے؟'' ارم کا لہجہ اس بار کھوج لگاتا ہوا تھا۔

''ہاں میں یہاں سے فرار چاہتی ہوں، میں تھک چکی ہوں ریجیکٹ ہو ہو کر، میں اکتا گئی ہوں لوگوں کے سوالات سے اور...... اور مجھے اپنی ماں کی بے بسی سے ڈر لگتا ہے۔'' حرم کا لہجہ اور آواز بھیگ گئی تھی، ارم بے ساختہ اس سے لپٹ گئی، دونوں کی مدھم سسکیاں کمرے میں گونج رہی تھیں۔

آؤ جانچ لیتے ہیں
درد کے ترازو پر
کس کا غم کہاں تک ہے
شدتیں کہاں تک ہیں
کچھ عزیز لوگوں سے
پوچھنا تو پڑتا ہے
آج کل محبت کی قیمتیں
کہاں تک ہیں
اک شام آ جاؤ
کھل کے حالِ دل کہہ لیں
کون جانے......؟
سانسوں کی مہلتیں کہاں تک ہیں

☆☆☆

دونوں شادیاں بہت خیر اسلوبی سے ہو گئیں، اماں بے حد خوش تھیں، ارم سفیر کے سنگ رخصت ہوئی اور حرم رومان کے ساتھ اس کے بڑے سے محل جیسے گھر میں آ گئی، شزا اسے بہت خوبصورتی سے سجے بیڈ روم میں چھوڑ گئی تھی، وہ تھکی ہوئی تو تھی مگر اس وقت بہت اشتیاق سے کمرے کا جائزہ لینے میں مگن تھی جب آہستگی سے دروازہ کھولا گیا، حرم کی نگاہ بے ساختہ دیوار سے ہوتی ہوئی کھلنے والے دروازے پر مرکوز ہو گئی، ایک دراز قامت شخص دروازے سے اندر داخل ہو رہا تھا، وہ دروازہ بند کر کے پلٹا تو بھی حرم کی نگاہ اسی پہ جمی ہوئی تھی، وہ ایک مجسمے کی طرح یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی، اس کا قد لمبا تھا اور رنگت سرخ و سفید چمکدار بھوری آنکھیں اور سیدھے بھورے بال جن میں کہیں کہیں سنہرا پن جھلکتا تھا، اسے دیکھ کر حرم کے ذہن میں بس ایک ہی لفظ آیا تھا۔

''وجیہہ و شکیل۔''

وہ اتنا خوبصورت تھا کہ حرم کو اپنی خوش قسمتی پہ یقین آنے لگا تھا، بلکہ شاید اپنی Limited life میں رہتے ہوئے بھی اسے اعتراف تھا کہ اس نے شاید ہی کبھی اتنا ہینڈسم مرد دیکھا ہو، وہ آہستگی سے چلتا ہوا اس کے نزدیک آیا اور کراؤن سے ٹیک لگا کر نیم دراز ہو گیا۔

''حرم!'' اس کی بھاری اور گمبھیر آواز ابھری تھی، حرم کی دھڑکن بڑھ گئی تھی۔

''آپ چینج کر کے ایزی ہو جائیں پھر بات کرتے ہیں۔'' اس کا لہجہ دھیما مگر تحکمانہ تھا۔

حرم کو چند سیکنڈ لگے اس کی بات سمجھنے میں، پھر وہ خود کو سنبھال کر اٹھی اور آہستگی سے چلتی ڈریسنگ ٹیبل کے آگے بڑھ گئی، اس نے ہاتھوں میں پہنی چوڑیاں اتارنا شروع کر دیں، آہستہ آہستہ احتیاط سے چوڑیاں اتارنے کے بعد اس نے ہاتھوں میں پہنی انگوٹھیاں اتارنا شروع کر دیں، مہندی سے بھرے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے اسے ارم کی کتنی ہی بے ساختہ شوخیاں اور معنی خیز شرارتیں یاد آنے لگی تھیں، اس نے زور سے آنکھیں میچتے ہوئے اندر اٹھتے شور کو دبایا اور دوپٹے پر لگی پنیں اتاری، اب وہ دوپٹہ اتار کر سینے پہ پھیلا چکی تھی، کانوں اور گردن میں پہنے جانے والے زیورات اتار کر دراز میں رکھے اور باتھ روم کی سمت بڑھ گئی، بیس منٹ بعد جب وہ واپس آئی تو شاور لے چکی تھی، بالوں کو تولیے میں سمیٹے لائٹ پنک کلر کے شلوار سوٹ میں وہ دھلے دھلائے چہرے کے ساتھ اس کے سامنے تھی، سپاٹ چہرے کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے بیٹھ کر اس نے بال سلجھائے۔

وہ خود پر رومان کی جمی نگاہ محسوس کر سکتی تھی اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ ان نگاہوں میں اس کے لئے کوئی جذبہ نہ تھا، بالکل نارمل سا انداز جیسے ہم کسی معمول کے منظر پر نگاہ دوڑائیں اور اس میں کچھ نیا نہ پا کر نگاہ ہٹالی جائے۔

اب وہ شاید اس سے کچھ کہہ رہا تھا، حرم اس کے الفاظ کو سمجھنا چاہ رہی تھی مگر اسے بس روما[illegible] کے ہلتے لب دکھائی دے رہے تھے، وہ پتا نہیں [illegible] کہہ رہا تھا، حرم کو یکلخت اپنا سانس بند ہوتا محسو[illegible] ہونے لگا تھا، اس کا احساس کمتری پوری طر[illegible] اسے اپنے گھیرے میں لے چکا تھا، وہ بھی [illegible] خوبصورت تو نہیں تھی مگر قبول صورت ضرور تھی، [illegible] اس پل اسے لگ رہا تھا وہ رومان لاشاری [illegible] سامنے کچھ بھی نہیں تھی بلکہ ناقابل قبول تھی، اس [illegible] دل چاہ رہا تھا کاش وہ وہاں سے بھاگ سکتی؟

یکدم بڑی سی سلائیڈنگ ونڈو پر ٹپ ٹپ [illegible] بوندیں برسی تھیں اور پھر تیز بارش شروع ہو گ[illegible] بارش بھی کیا نعمت ہے رب کی، بارش کوئی سے [illegible] ہو ہمیشہ دھرتی کی ضرورت ہی ہوتی ہے، مگر [illegible] فرق ہوتا ہے بارش میں بھی۔

باہر برسنے والی بارش بہت پر جوش تھی، اور ٹھنڈی اور اندر برسنے والی بارش بہت مد[illegible] تھی، آہستہ اور دہکی ہوئی آگ کی مانند...... [illegible] میں اس کا سارا وجود جل جانے کو تھا، بارش تھم گ[illegible] رات بیت گئی اور دن نکل آیا، چمکدار اور سنہ[illegible] دن جس نے رات کی تاریکی کو نگل لیا تھا اور [illegible] سنہری دن میں چمکتے ہوئے درختوں کو یک [illegible] دیکھتے ہوئے حرم نے بیڈ پر دراز اس مرد کو د[illegible] جیسے دیکھ کر اسے صرف ایک ہی لفظ یاد آیا تھا۔

''برتا ہوا مرد۔''

ایسا مرد جو ہر لحاظ سے برتا جا چکا تھا، بر[illegible] ہوئے جذبات برتے ہوئے احساسات، معم[illegible] کا انداز، سرد مہری کی انتہا تھی یا اپنے صر[illegible] ضرورت ہونے کا احساس، وہ نہیں جانتی تھی [illegible] ان سب پر حاوی صرف ایک ہی جذب[illegible] ''احساس کمتری'' اور اس احساس نے جیسے ا[illegible] اندر تک تھکا ڈالا تھا، ابھی تو سفر کا آغاز تھا مگ[illegible] ابھی سے ہی نڈھال ہو کر گر پڑی تھی۔

Scan & PDF
FIAZ AHMED
FriendsKorner.com

کہا جاتا ہے ”مرد ہر نئی عورت کے پہلو میں بیٹھ کر نیا ہو جاتا ہے۔“ اگر یہ کہاوت صحیح بھی تھی تو کم از کم ”رومان لاشاری“ کے لئے نہیں ناشتے کی میز پر شزا اور فہد بھی موجود تھے، سارا کی وفات کے بعد سے شزا یہیں تھی اور وہ ہی ننھی لائبہ کو سنبھال رہی تھی۔

”گڈ مارننگ حرم!“ شزا نے مسکراتے ہوئے اسے وش کیا۔

”صبح بخیر۔“ وہ ہلکے سے مسکرائی اور رومان کو فہد کے ساتھ آتا دیکھ کر آنچل سر پہ ڈالنے لگ گئی یہ جانے بغیر کہ ان دو بھوری آنکھوں میں کیسی حیرت اتر آئی تھی۔

”تمہیں میرے بھائی کیسے لگے حرم؟“ شزا شرارت سے مسکرائی تھی۔

جواباً وہ آہستہ سے سر جھکا گئی تھی، اس کی اس شرمیلی ادا پہ سب حیرت زدہ رہ گئے تھے، شزا بے ساختہ کھلکھلائی تھی۔

”رومان بھائی! آپ کو حرم کیسی لگی؟ اس کا جواب تو مجھے مل گیا۔“ اب کہ وہ رومان کے سر ہوئی تھی۔

رومان نے ایک سپاٹ نظر اپنے پہلو میں بیٹھی حرم پہ نگاہ دوڑائی جو طاؤس شلوار کرتا میں اس کے مقابل اور بھی عام لگ رہی تھی۔

”فضول باتیں مت کرو شزا! ناشتہ شروع کرو۔“ اس کا لہجہ سرد تھا حرم کے اندر تک اس کی سرد مہری اتر گئی تھی، ایک زہریلی سوئی ٹھک سے اس کے دل میں پیوست ہوگئی اور اس نے صبر اور برداشت کا پہلا سبق پڑھ لیا تھا۔

☆☆☆

ہم دشت کے باسی ہیں اے شہر کے لوگو!
یہ روح پیاسی ہیں ورثے میں ملی ہے
کچھ درد سے صدیوں کا تعلق ہے ہمارا!
آنکھوں کی اداسی ہمیں ورثے میں ملی ہے

”لائبہ!“ سے اسی شام اس کی پہلی ملاقات ہوئی تھی، شزا بہت مان اور پیار سے سارا گھر اور ”لائبہ“ اس کے سپرد کر کے اپنے گھر سدھاری تھی اور حرم تو لائبہ کو دیکھ کر دنگ رہ گئی، وہ تو اپنے باپ سے بھی بڑھ کر خوبصورت تھی اور حرم نے کسی کا بھی خیال کیے بغیر اسے بے ساختہ اور بے اختیار اتنا چوما کہ وہ کسمسانے لگی، جوش و خوشی کے ملے جلے احساس سے اس کا رنگ سرخ پڑا ہوا تھا۔

”یہ کتنی پیاری ہے شزا آپی!“ وہ مسکرائی تھی، شزا جو اس کے اتنے بے ساختہ رویے پہ حیران سی تھی، بے ساختہ سکون محسوس کر کے مسکرائی تھی۔

”بہر حال تمہاری ہی بیٹی ہے حرم۔“ اس نے حرم کو کتنا مان دیا تھا۔

”جی میری بیٹی۔“ حرم نے لائبہ کو سینے سے بھینچ لیا، شزا نے داد لینے والے انداز میں رومان کو دیکھا تھا جو خود بھی حیرت کی زد میں تھا۔

”او کے جانی میں چلوں۔“ شزا اس سے الوداعی ملاقات کے بعد رخصت ہوگئی تھی۔

کچھ دیر بعد رومان بھی سجا سجایا گاڑی لے کر نکل گیا، وہ بوکھلائی سی پھرنے لگی، اس نے سارا گھر دیکھ ڈالا، اتنا بڑا اور اتنا خوبصورت گھر کہ وہ دنگ سی رہ گئی تھی، حیرت اسے اس بات کی تھی کہ کیا اتنے بڑے گھر میں وہ تنہا رہے گی، وہ لائبہ کو لے کر بیٹھی تھی جب زینت اس کے پاس آ گئی، زینت اس گھر کی واحد ملازمہ تھی جس کے ذمہ تقریباً سبھی کام تھے، وہ ادھیڑ عمر خاتون تھیں۔

”بی بی! کھانا تیار ہے لگاؤں؟“

”نہیں آپ جائیں لائبہ کے پاپا آئیں گے تو ہی لگائیے گا۔“

”ان کا آنے جانے کا کوئی وقت نہیں ہے۔“ اس کا لہجہ سپاٹ تھا، حرم نے کسی قدر چونک کر اسے دیکھا۔

”جیسا میں نے کہا ہے، ویسا ہی کیجئے۔“

”جی!“ وہ کچھ بھی اور کہے بغیر اٹھ گئی۔

☆☆☆

”محرومیاں“ ہر انسان کی زندگی میں ہوتی ہیں، بعض انسان ان سے سمجھوتہ کر لیتے ہیں، انہیں اپنا نصیب سمجھ کر صبر کر لیتے ہیں اور بعض انہیں برداشت ہی نہیں کر پاتے، ساری زندگی کا روگ بنا لیتے ہیں۔

ایسی ہی کچھ محرومیاں ”حرم“ اور ”رومان“ کی زندگی میں بھی تھیں۔

”حرم!“

کتنی بہت ساری محرومیاں تھیں اس معصوم لڑکی کی زندگی میں، سب سے پہلے باپ کی محرومی، محض سترہ سال کی عمر میں یتیم ہونا، کیا اس سے بڑی محرومی ہے؟

ذرا ہوش سنبھالا تو اردگرد موجود نظروں نے احساس دلانا شروع کر دیا کہ وہ خوبصورتی سے محروم تھی۔

”وہ خوبصورتی وہ کسی بھی لڑکی کا سب سے ضروری جز سمجھا جاتا ہے، شاید سمجھا نہیں جاتا بلکہ یہ تو معاشرے کا بنایا ہوا کرائے ٹیریا ہے، سونے پہ سہاگہ اس کے متضاد ارم بہت خوبصورت تھی، سرخ و سفید رنگت اور خوب چمکدار آنکھیں لئے وہ ہر کسی کی توجہ کا مرکز بننے کی صلاحیت رکھتی تھی، حرم کے لئے آنے والا ہر پروپوزل خود بخود ارم کی طرف منتقل ہو جاتا۔

اس ”کمی“ نے اس کے اندر ”احساس کمتری“ بیدار کرنے میں پورا کردار ادا کیا تھا، ایسا نہیں تھا کہ وہ ارم سے جیلیس تھی مگر اردگرد احساس دلانے والے اتنے تھے کہ وہ نا چاہتے ہوئے بھی سوچنے پر مجبور ہو جاتی، گندمی رنگت، عام سی کالی آنکھیں، چھوٹا سا ناک اور قدرے ابھرے ہوئے عنابی ہونٹ وہ بہت خوبصورت تو نہیں مگر پرکشش ضرور تھی اور اس کشش میں کسی حد تک ہاتھ اس کے سیاہ اور براؤن امتزاج کے کرلی بالوں کا بھی تھا، جو سر سے بالکل سیدھے تھے مگر کندھوں تک جاتے جاتے گھنگھریالے ہو جاتے تھے، کبھی کبھی وہ آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر سوچتی کہ اس کے چہرے پر ایسا کچھ نہیں تھا جو کسی کو متوجہ کرنے کا باعث بنتا، وہ لاشعوری طور پر ہر کسی سے کٹنے لگی۔

پتا نہیں کیسی زندگی تھی، بے رنگ، بے مقصد، یا شاید اسے لگتا کبھی کبھی تو اسے لگتا وہ زندگی میں شاید اسی انتظار میں مر جائے گی کہ عام نارمل لڑکیوں کی طرح وہ بھی زندگی گزار سکے، عام نارمل لڑکی جس کی زندگی شادی سے شروع ہو کر اپنے گھر تک ختم ہو جاتی ہے، شاید وہ عام لڑکی نہیں تھی۔

”رومان لاشاری“ سے شادی سراسر ایک فرار تھا، گھٹے ہوئے تنگ نظر معاشرے سے ایک فرار، جہاں ہر دوسرے شخص کو یہ ٹینشن تھی کہ اس کی شادی کیوں نہیں ہو رہی، جب اماں نے اس سے رومان کی بابت دریافت کیا تب اس کے دماغ میں قطعی طور پر وہ کچھ نہیں تھا جو اس نے ارم سے کہہ ڈالا تھا، وہ صرف ارم کو ٹالنے کے لئے ایک جواز تھا۔

مگر رومان لاشاری سے شادی اس کی زندگی کا سب سے عجیب واقعہ بلکہ حادثہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا ثابت ہوئی تھی، یہ سب اتنا حیرت انگیز تھا کہ وہ بہت دن تو سمجھ ہی نہ پائی کہ اس کے ساتھ یہ ہوا کیا تھا۔

عجیب تھا وہ شخص، اپنی ذات میں مگن اسے بڑی شدت سے اپنی جانب کھینچنے والا یہ انسان ہر لحاظ سے عجیب تھا، حرم کو وہ خود سے اتنے فاصلے پر لگتا کہ اسے لگتا وہ صدیوں بعد بھی اس تک نہ پہنچ پائے گی، اتنا ہی دور تھا وہ، وہ مشرق تھی تو رومان مغرب۔

وہ Fliteclass کا بڑا Well organized بندہ تھا جس کے افعال و اعمال

Scan & PDF FIAZ AHMED Friends Korner.com

اس نے نرمی سے کہا، زینت خاموشی سے باہر نکل گئی۔

کچھ دیر بعد لینڈ لائن کے نمبر پر ارم کا فون آ گیا، حرم کو بے حد خوشی ہوئی تھی۔

''کیسی ہو ارم؟ سفیر کیسا ہے؟'' وہ مسرت سے پوچھ رہی تھی۔

''میں ٹھیک ہوں اور وہ بھی بہت خوش ہے۔'' ارم کے لہجے سے خوشی پھوٹی پڑ رہی تھی۔

''میں بھی ٹھیک ہوں۔'' وہ یونہی بے وجہ ہنس دی۔

''رومان صاحب کیسے ہیں؟''

''وہ بھی ٹھیک ہیں۔'' وہ دھیرے سے بولی۔

''ہاں بھئی ٹھیک ہوں گے کیوں نہیں ان کا تو نام ہی بڑا رومانٹک ہے۔'' ارم زور سے کھلکھلائی تھی، حرم نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

''ویسے کر کیا رہی ہو اس وقت؟''

''کچھ نہیں لائبہ کے ساتھ بزی ہوں۔''

''لائبہ؟ رومان صاحب کی بیٹی؟'' وہ چونکی۔

''نہیں، ہماری بیٹی۔'' حرم کا لہجہ مضبوط تھا۔

''ہاں یہ تو ہے، اچھا حرم بھئی مجھے یہ بتاؤ اماں کی طرف کب آ رہی ہو؟ میں کل آؤں گی، تم بھی آ جاؤ تو کتنا مزہ آئے گا۔'' ارم جوش سے بتانے لگی۔

''اچھا، بات کروں گی ان سے۔'' حرم کا لہجہ دھیما تھا۔

''نہیں، تمہیں لازمی آنا ہے۔'' وہ ضد سے بولی۔

''اچھا بابا، کہا نا، دیکھوں گی اوکے۔''

''اوکے پھر کل ملتے ہیں۔'' ارم نے فون بند کر دیا۔

کچھ دیر وہ وہیں سکون سے بیٹھی کچھ سوچتی رہی، پھر اٹھی اور لائبہ کے کمرے میں آ گئی۔ رومان کے کمرے کے ساتھ ہی لائبہ کا کمرہ تھا، دونوں کے درمیان میں دروازہ بھی تھا، حرم کا ارادہ لائبہ کے کمرے میں رہائش کا تھا، لائبہ کو سلانے کے بعد وہ خود بھی دیر تک اس کے ساتھ اسی بیڈ پر لیٹی رہی، زینت کی بات واقعی سچ تھی رومان ابھی تک نہیں لوٹا تھا، حرم کو بھوک لگ رہی تھی مگر وہ صبر کر کے لیٹی رہی، اس وقت بجے تھے جب اسے گاڑی رکنے کی آواز نے متوجہ کر دیا، کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور وہ اندر آیا، حرم فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی۔

''آپ یہیں رہیں گے؟'' رومان پوچھ رہا تھا۔

''جی میں نے سوچا اگر لائبہ کو بھی آپ کے کمرے میں لے گئی تو آپ ڈسٹرب ہوں گے اور اکیلا میں اسے یہاں چھوڑ نہیں سکتی، اس لیے میں بھی اسی کمرے میں رہوں گی۔'' مدھم لہجے میں اس نے تفصیل سے بتایا۔

''اوکے۔'' اس نے لاپرواہی سے شانے جھٹکے اور مڑنے لگا پھر رک گیا۔

''ڈنر کر لیا آپ نے۔''

''نہیں، میں آپ کا انتظار کر رہی تھی۔'' اس بار قدرے مسکرائی تھی، رومان کی آنکھوں میں حیرت در آئی۔

''واٹ از دس نانسنس، میرا انتظار... اٹھیے، فوراً کھانا کھائیے اور آج کے بعد انتظار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، میرا کچھ پتا نہیں ہوتا کب آؤں۔'' اس کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

ٹھک سے دوسری زہریلی سوئی حرم کے دل میں پیوست ہوئی تھی، اس نے دھندلائی ہوئی آنکھوں سے اس شاندار انسان کو دیکھا تھا جس کے جذبات اور احساسات سارا کے ساتھ ہی مر چکے تھے۔

بڑے Well Planned اور Measured تھے، وہ جتنا خوبصورت تھا اتنا ہی سرد مزاج تھا اور جتنا سرد مزاج تھا اتنا ہی بے نیاز، وہ بولتا نہیں تھا بلکہ حکم دیتا تھا، ہوتے ہیں بعض لوگ جنہیں خدا بڑی محبت سے بناتا ہے اور جن کی قسمت بڑی Rich ہوتی ہے وہ ہر لحاظ سے مالا مال ہوتے ہیں۔

''رومان لاشاری'' بھی دنیاوی نعمتوں سے مالا مال ایسا ہی ''ایک انسان'' تھا، حرم کو حیرت ہوتی وہ کیوں آ گئی تھی اس کی زندگی میں؟ اس محل میں اس کی جگہ کہاں تھی؟

''رومان لاشاری تو شہزادہ تھا اور اس شہزادے کے لیے تو کوئی ملکہ ہی ہونی چاہیے تھی وہ کہاں سے آ گئی؟''

''حرم آصف تو اس کی کنیز بننے کے قابل تھی۔'' حرم اسے بڑی حسرت سے دیکھتے ہوئے سوچتی تھی۔

نا آسودہ گیوں کا ایک طویل سلسلہ تھا جو اس کی زندگی میں زہر گھولتا رہا تھا اور اب بھی گھول رہا تھا، رومان لاشاری کے سامنے اس کا احساس کمتری اور بھی بری طرح ابھر کر سامنے آ جاتا تھا، وہ اس کا سامنا کرنے سے کتراتی تھی، یوں بھی وہ اس سے بہت کم مخاطب ہوتا تھا، بلکہ حقیقت تو یہ تھی کہ حرم خود محسوس کرتی تھی وہ اسے نظر انداز کرتا تھا، ہاں البتہ کبھی کبھار اسے لگتا وہ بڑی گہری اور جانچنے والی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیتا تھا۔

شادی کے گیارھویں دن وہ دوسری بار اماں کی طرف گئی تھی، ہر طرح سے ان کی مکمل تسلی کرائی تھی کہ وہ بے خوش ہے، گھر میں سب ٹھیک ہے، رومان بہت اچھا ہے، اس کا بے حد خیال رکھتا ہے، خیال پر زور دیتے ہوئے اس کی آنکھوں میں نجانے کیوں ڈھیر سارا دھواں اتر آیا تھا، اس کا اندر کرلانے لگا تھا، اس نے ارم کو دیکھا جسے سفیر کی محبتوں نے بے تحاشا حسین اور مغرور کر دیا تھا کہ اس پر نگاہ ہی نہ ٹھہرتی تھی اور اس کے اندر کچھ مزید سناٹے اتر آئے، وہ جیسے کچھوے کی مانند اور کچھ اور بھی اپنے خول میں سمٹ گئی۔

اسے لگتا وہ شہزادے کے ہاتھ آئی کنیز ہے جس پر وہ اپنی تیر اندازی کی مشق کرتا رہتا ہے اور ہر زہریلا تیر ہر سوئی جیسے اس کے دل کو اپنے زہر سے نیلا کرتی جا رہی تھی، اس شام وہ گھر واپس لوٹی تو پہلے سے زیادہ خاموش، افسردہ اور قنوطی ہو چکی تھی، خلاف توقع رومان گھر پہ ہی تھا اور اس سے زیادہ خلاف توقع لائبہ کی گود میں تھی، یہ بھی رومان کا ہی حکم تھا کہ وہ لائبہ کے بغیر ہی اپنی والدہ کے گھر جائے۔

''السلام وعلیکم!'' اس نے آہستگی سے سلام کیا۔

رومان نے جواباً صرف سر ہلانے پہ اکتفا کیا، حرم کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔

''لائیں، اسے مجھے دیں، تنگ تو نہیں کیا اس نے؟'' اس نے ہینڈ بیگ ایک طرف ڈالتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھائے، رومان نے کچھ کہے بنا اسے لائبہ تھما دی۔

حرم نے بے ساختہ اس کی پیشانی پہ بوسہ دیا اور اس نے نوٹ نہیں کیا کہ رومان نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔

''زینت بی بی!'' اس نے ملازمہ کو پکارا، وہ فوراً حاظر خدمت ہو گئی۔

''آپ نے اس کو فیڈر دیا؟''

''جی!'' اس نے سر ہلایا۔

''اچھا کھانے میں کیا ہے؟'' اس نے اگلا سوال داغا۔

''وہی جو آپ بتا کر گئی تھیں۔''

''ٹھیک ہے، کھانا لگواؤں؟'' اس نے زینت کی بات کا جواب دے کر رومان سے

Scan & PDF FIAZ AHMED Friends Korner.com

پوچھا۔

وہ بے نیازی سے چینل سرچنگ کرتا رہا حرم کو اپنے اعصاب کھنچتے ہوئے محسوس ہونے لگے۔

''کھانا لگواؤں؟'' اس نے دوبارہ ہمت کرکے پوچھا۔

اس نے اس بار نظروں کا زاویہ بدل کر اسے دیکھا، نظروں سے نظریں ملیں اور اس کی آنکھوں کا سارا سرد پن حرم آصف کے اندر اتر گیا، اس نے آہستگی سے نفی میں سر ہلایا اور اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا، حرم ساکت بیٹھی اس کی پشت کو دیکھتی رہی۔

''کھانا لگاؤں بی بی!'' زینت نے اسے متوجہ کیا، اس نے انکار میں سر ہلایا اور لائبہ کو لے کر اٹھ گئی، رات میں لائبہ کو سلانے کے بعد اس نے اپنے اور رومان کے کمرے کے درمیانی دروازے کو کھولتی اندر آ گئی، وہ بیڈ پر نیم دراز تھا اور ہاتھ میں موبائل تھا۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے چونک کر نظریں دوڑائیں اور حرم کو دیکھ کر واپس پھیر لیں، حرم کے قدم سست پڑنے لگے۔

''آپ ناراض ہیں مجھ سے؟'' اس نے بیڈ کے قریب آتے ہوئے بہت آہستہ اور ڈرے ہوئے انداز میں پوچھا تھا۔

''کس بات پر؟'' اس نے چونک کر قدرے ناگواری سے پوچھا، حرم کا حوصلہ پست ہونے لگا۔

''مجھے لگا۔'' کہتے ہوئے اس کا دل ڈوب رہا تھا۔

''اندازے لگانا اچھی بات ہے مگر ہر بار ہر اندازہ ایکوریٹ رزلٹ دے یہ ضروری نہیں۔'' وہ چبھتے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

یہ واحد جملہ تھا جو ان کی گیارہ دن کی ازدواجی زندگی میں رومان نے بولا تھا اور اتنا ''لمبا'' تھا، کڑوا سیال پانی حرم کی آنکھوں میں جمع ہونے لگا۔

''پھر آپ ایسے بات کیوں کر رہے ہیں؟'' بہت ضبط کرنے کے باوجود اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے، اس کے آنسوؤں نے رومان کو حیران کر دیا، اس نے فون سائیڈ پر رکھا اور سیدھا ہو گیا۔

''حرم پلیز! بیٹھیے یہاں پر۔'' اس نے ٹانگیں سمیٹ لیں تھیں۔

حرم آہستگی سے بیٹھ گئی، اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اور وہ بائیں ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو پونچھ رہی تھی۔

''حرم! ایکچولی میں اس شادی کے لیے تیار نہیں تھا، شیزا نے مجھے فورس کیا اور میں نے ہاں کی کیونکہ اس پھر کو، لائبہ کو کو آپ کی ضرورت ہے۔'' وہ بہت تحمل سے بات کر رہا تھا جب حرم نے تیزی سے اس کی بات قطع کی۔

''لیکن آپ کو نہیں تھی۔'' اس کے انداز میں یقین تھا۔

''میں نے ایسا نہیں کہا۔'' رومان نے بھنویں اچکا کر فوراً اسے ٹوکا، وہ خاموشی سے فرش کو گھورتی رہی۔

''اب اگر میں آپ سے یہ پوچھوں کہ آپ نے ہاں کیوں کی تھی تو......؟'' رومان کا لہجہ طنزیہ تھا۔

حرم کے دل میں جیسے کسی نے برچھی اتار دی تھی، اس نے زرد رنگت اور کپکپاتے لبوں کے ساتھ اسے دیکھا اور تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی مگر اتنی ہی تیزی سے رومان نے اسے ہاتھ کھینچ کر واپس بٹھا دیا تھا۔

''آپ میری بات کا جواب دیئے بغیر نہیں جا سکتیں۔'' اس کا لہجہ سرد تھا۔

''کیا جاننے کی خواہش ہے آپ کو؟ میں نے تو اسی طرح ہاں کی تھی جیسے ہر لڑکی کرتی ہے۔'' وہ بے بسی سے کہتی رونے لگی۔

''کسی بھی لڑکی کی یہ خواہش نہیں ہوتی کہ وہ ایسے مرد کے ساتھ شادی کرے جو پہلے سے شادی شدہ ہو اور ایک بچی کا باپ ہو؟'' وہ بولا تھا مگر نہ اس کی آواز بلند ہوئی تھی نہ لہجہ بدلا تھا، صرف ایک کھوج تھی، حرم کا رونا بتدریج بڑھتا گیا، رومان نے اضطراب سے اسے دیکھا۔

''آپ رو کر کیا ثابت کرنا چاہ رہی ہیں؟'' وہ جھلایا تھا۔

جواباً وہ کچھ نہیں بولی تھی، دونوں کے درمیان خاموشی کا ایک اذیت ناک وقفہ آ گیا جس میں حرم کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔

''حرم پلیز!'' اس کے لہجے میں تپش آ گئی۔

وہ یکدم تیزی سے اٹھی اور بھاگتی ہوئی درمیانی دروازہ پار کر گئی اس کے پیچھے دروازہ بند ہو گیا، رومان پرسوچ نظروں سے بند دروازے کو دیکھتا رہا، حرم کا رویہ اس کے لئے حیرت انگیز تھا۔

☆☆☆

حسان کافی دنوں بعد اس کی طرف آیا تھا، ارم کی طرف سے اسے بڑا اچھا ریسپشن ملا تھا، ہلکے گرے جدید تراش خراش کے سوٹ میں وہ سلیقے سے دوپٹہ اوڑھے بڑی سنجیدہ دکھائی دیتی تھی، حسان نا چاہتے ہوئے بھی اسے نوٹس کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

وہ دونوں چائے پیتے ہوئے ایک فائل کو ڈسکس کر رہے تھے جب رومان کے سیل پر ارم کی کال آنے لگی، اس نے سیل کو ایک نظر دیکھا اور کال پک کرنے کی بجائے بلند آواز میں حرم کو پکارا، تھوڑی ہی دیر بعد وہ اندر آ گئی۔

''جی آپ نے بلایا؟'' وہ آگے بڑھی۔

''آپ کا فون ہے۔'' اس نے سیل اس کی طرف بڑھا دیا، حرم نے کسی قدر حیرانی سے سیل کی جلتی بجھتی اسکرین دیکھی مگر ارم کا نمبر پہچان کر سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور فون لئے تیزی سے باہر کی سمت بڑھ گئی، حسان نے بغور اس کو نوٹس کیا تھا، رومان نے اس کے اس طرح دیکھنے پر بھنویں اچکا کر اسے متوجہ کیا۔

''ایک بات بتاؤ رومان؟'' اس کے انداز میں تحقیق تھی۔

''پوچھو؟''

''سارا بھول گئی تمہیں؟'' اس کا انداز بڑا سادہ سا تھا، رومان کے چہرے پر اذیت کا سایہ لہرایا تھا۔

''کیا ایسا ممکن ہے؟'' اس نے الٹا سوال کیا، حسان خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

''حرم کیسی لگی تمہیں؟''

''کس حوالے سے؟'' وہ چونکا۔

''ہر حوالے سے؟''

''اچھی ہیں۔'' اس نے ایک جملے میں نمٹایا۔

''اتنا احترام تم نے کبھی سارا کا نہیں کیا۔'' حسان کے انداز میں چبھن تھی۔

''تو......؟'' رومان کا انداز سپاٹ تھا، حسان یکلخت مسکرا دیا۔

''ریلیشن کیسا ہے آپس میں؟'' اس کا سوال بڑا کاٹ دار تھا، رومان کے چہرے پر ناگواری بکھری تھی۔

''تم کیوں جاننا چاہتے ہو؟''

''تم نہیں بتانا چاہتے؟'' حسان نے اسے گھورا۔

''آخر تم اتنی انویسٹی گیشن کیوں کر رہے ہو؟'' وہ جھلا گیا۔

''پلیز مجھے بتاؤ تم اتنے آرٹسٹک مزاج انسان ہو کہ ناپسندیدہ شخص کے ساتھ چائے بھی نہیں پی سکتے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ہر عورت، مرد کو ایک خاص راویے اور خاص انداز سے متاثر کرتی ہے، میں جاننا چاہتا ہوں آخر حرم آصف نے تمہیں کس رویے سے متاثر کیا ہے؟''

Scan & PDF FIAZ AHMED Friends Korner.com

وہ بحث پہ آمادہ تھا۔
''وہ لائبہ کا خیال بہت اچھی طرح رکھتی ہے۔''
اس نے بات ختم کر دی، حسان یکدم کھلکھلا کر ہنس دیا۔
''تمہیں پتا ہے تمہاری اس بات نے حرم آصف کو کس مقام پہ لا کھڑا کیا ہے؟'' وہ ہنسی روک کر طنزاً بولا۔
''کیا مطلب؟'' رومان کے ماتھے پر شکن آ گئی۔
''جو حیثیت اس کی تم مجھے بتا رہے ہو اس کے مطابق وہ ''لائبہ کی گورنس'' ہی بنتی ہے۔'' حسان نے جتایا۔
''حسان! فضول باتیں مت کرو۔'' وہ خفا ہوا۔
''فضول؟ ارے نہیں میرے دوست یہ ہی تو عقل کی بات ہے، ورنہ خود ہی بتاؤ جب وہ لائبہ کی دیکھ بھال اچھی کرتی ہے اور تمہیں اسی بات سے مطلب ہے اور سارا کو تم نہیں بھولے تو اس حرم آصف کا مقام تو یہی ہوا نا؟'' حسان تلخ مندی سے بولا۔
''ہاں ٹھیک کہا تم نے، شی از جسٹ آ گورنس۔'' وہ اکتاہٹ سے شانے جھٹک کر بولا۔
لاؤنج کے دروازے کے فریم میں کھڑی حرم کے ہاتھوں سے موبائل چھوٹا اور اس کے پارٹس کھل کر بکھر گئے، دونوں نفوس نے چونک کر دیکھا، حرم کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا اور آنکھیں پانیوں سی بھرتی جا رہی تھیں، یکلخت وہ تیزی سے مڑی اور باہر نکل گئی۔

☆☆☆

یونہی ہنسی ہنسی میں ہم
دلوں سے کھیل جاتے ہیں
کوئی چھوٹی سی تیکھی بات
کوئی چبھتا ہوا جملہ
کوئی زہر آلود لہجہ
کوئی بے ضرر سی ذو معنی بات
سننے والے کے دل پر گھاؤ لگا جاتی ہے
اور......!
یونہی ہنسی ہنسی میں ہم
دلوں سے کھیل جاتے ہیں

''درد'' کا دائرہ تھا کہ بڑھتا ہی جاتا تھا ''اذیت'' تھی کہ پھیلتی ہی جاتی تھی، جاں کو نچوڑتی اذیت اور رگوں کو نوچتا درد، وہ جیسے سراپا اذیت بنی ہوئی تھی اور رات تھی کہ خنک سے خنک ہوتی جا رہی تھی، وہ لان کے نسبتاً تاریک حصے میں گھٹنوں پہ سر رکھے بیٹھی تھی جب قدموں کی چاپ سنائی دی، خوشبو نے بتایا کہ آنے والا رومان ہی تھا۔
''حرم! اِدھر کیا کر رہی ہیں آپ؟ اٹھیں سردی بڑھ رہی ہے۔'' اس نے حکم دیا۔
وہ گھٹنوں پہ ہاتھ جماتی اٹھنے لگی مگر سردی اور کافی دیر سے ایک ہی جگہ بیٹھے رہنے سے فوری طور پر مسلز نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا، اس سے پہلے کہ وہ لڑکھڑا کر گرتی، رومان کے ہاتھ نے تیزی سے اسے سہارا دیا، وہ سیدھی کھڑی ہو گئی اور پھر غیر محسوس طریقے سے بازو چھڑا کر آگے بڑھ گئی۔
رومان نے اسے تاریکی میں کسی ہیولے کی مانند آگے بڑھتا دیکھا اور خود بھی اس کے پیچھے آیا، وہ سیدھی اپنے کمرے میں چلی گئی، رومان چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر دروازے پر دستک دیتا اندر آ گیا، حرم وارڈ روب کے آگے کھڑی تھی، وہ اس کے نزدیک چلا آیا۔
''آپ ناراض ہیں؟'' وہ جیسے سوال کا جواب دے رہا تھا، حرم کے ہاتھ بیڈ کی چادر درست کرتے ساکت رہ گئے، اس نے سرد نظروں سے اسے دیکھا، رومان کے اندر شرمندگی گہری ہو گئی۔
''وہ سب صرف ایک Reflex action تھا، ورنہ میرے ذہن میں ایسا کچھ نہیں تھا میں......'' وہ مقدور بھر اپنی صفائی پیش کر رہا تھا، حرم نے یکلخت بھڑک کر اس کی بات کاٹ دی۔
''وہ Reflex action نہیں تھا وہ آپ کی حقیقی سوچ تھی جس کا ثبوت آپ کا رویہ ہے۔''
''کیا مطلب؟'' وہ چونکا۔
''آپ کے رویے نے تو مجھے اول دن ہی میری حیثیت باور کرا دی تھی اب آپ نے زبان سے کہہ دیا تو کیا فرق پڑتا ہے۔'' وہ خود ترسی میں گھری تھی۔
''ایسا نہیں ہے حرم۔'' اس کے ماتھے پہ شکن آ گئی۔
''ایسا ہی ہے، شادی کے دن کے سوا کیا آپ کبھی میرے پاس آئے؟ مجھے اپنے پاس آنے دیا، نہیں بالکل نہیں، تو اس سے وہی اخذ ہوتا ہے جو میں آپ کو بتا چکی ہوں اور وہ ایک رات...... وہ بھی عجیب رات تھی، مجبوری کی اذیت تو جیسے آپ کے چہرے پر درج تھی ورنہ آپ کا بس چلتا تو مجھے اٹھا کر کمرے سے باہر پھینکتے۔'' وہ بے رحمی سے تجزیہ کر رہی تھی۔
رومان کا رنگ بدل گیا اور ماتھے کی شکنیں گہری ہوتی گئیں، اس نے درشتی سے حرم کی بات کاٹی۔
''جسٹ شٹ اپ۔''
حرم نے ایکدم خاموش ہو کر اسے دیکھا اور لب بھینچ لیے، وہ سرد نظروں سے اسے گھور رہا تھا، حرم کے اندر تلخی مزید گہری ہونے لگی، اس نے ہاتھ بڑھا کر ہینگر کھینچا اور باتھ روم کی سمت بڑھ گئی، جب وہ چینج کر کے لوٹی تو وہ کمرے میں موجود نہیں تھا، حرم کی اذیت میں مزید اضافہ ہوا تھا۔
''فیصلے کی غلطی'' کا احساس بڑی شدت سے اسے ستانے لگا تھا اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اپنے فیصلے پر پچھتائے گی اور اتنی جلدی کا تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا، اسے ارم کی باتیں یاد آ رہی تھیں، کتنا سمجھایا تھا اس نے، جب وہ اماں کے ساتھ رومان سے مل کر آئی تھی۔
''یہ Aristocracy بڑی ظالم ہوتی ہے حرم خدا نہ کرے تجھے پچھتانا پڑے مگر ایک بات یاد رکھنا، ہم لوگ نہ ان جیسے بن سکتے ہیں اور نہ انہیں اپنا بنا سکتے ہیں، تمہیں اندازہ نہیں ہے تم کیا کر رہی ہو؟ رومان لاشاری جیسا مرد جو اتنا ہینڈسم پلس Rich ہے اسے لڑکیوں کی کمی یقیناً نہیں ہو گی مگر لازماً وہ بہن کے آگے مجبور ہو گیا ہو گا، مگر میں تمہیں ایک بات سمجھاؤں، اس سے امیدیں وابستہ مت کرنا، ورنہ زندگی بہت مشکل ہو جائے گی۔'' اسے حرم کی بات لفظ بہ لفظ یاد آ گئی تھی، آنسوؤں کی روانی میں یکدم مزید اضافہ ہوا تھا، یکلخت سوئی ہوئی لائبہ رونے لگی اس نے بمشکل دکھتے سر سمیت اسے اٹھایا اور لے کر کمرے میں ٹہل کر اسے بہلانے لگی، مگر وہ اور زور سے رونے لگی، حرم نے تھک ہار کر اسے سینے میں بھینچا۔
ایسا ممکن ہی نہیں تھا کہ صرف ایک دیوار کے فرق سے موجود ساتھ والے کمرے میں سوئے رومان تک آواز نہ جاتی، وہ ابھی کچی نیند میں تھا، آنکھیں کھول کر چند لمحے گومگو کی کیفیت میں پڑا رہا پھر اٹھ کر تیزی سے درمیانی دروازہ کھول کر حرم کے کمرے میں چلا آیا، بڑا ہی عجیب منظر تھا، سامنے ہی وہ بیٹھی تھی زمین پہ، لائبہ اس کے سینے سے لگی تھی اور دونوں زور و شور سے رونے میں مصروف تھیں، وہ تیزی سے آگے آیا اور جھپٹنے والے انداز میں اس سے لائبہ کو چھین لیا، حرم نے پھٹی ہوئی نظروں سے اپنے خالی

Scan & PDF FIAZ AHMED Friends Korner.com

بازوؤں کو دیکھا اور سر گھٹنوں پہ رکھتے ہوئے دونوں بازو ٹانگوں کے گرد لپیٹ لیے، لائبہ کا رونا بتدریج مدھم پڑتا گیا اور پھر شاید وہ سوگئی، حرم کو اس کی آواز آنا بند ہو چکی تھی، اس نے سر اٹھا کر دیکھا وہ لائبہ کو بیڈ پر لٹا رہا تھا، سیدھے ہوتے ہوئے دونوں کی نظر ملی، حرم کو لگا یہ آنکھیں بڑی تھکی ہوئیں اور افسردہ تھیں، وہ سیاہ شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس تھا، اس کے براؤن اور سنہرے بال ماتھے پہ بکھرے تھے سفید رنگت میں ہلکی سی تمتماہٹ تھی، سیاہ شرٹ میں اس کے چوڑے شانے نمایاں نظر آرہے تھے، وہ اس کی طرف بڑھ آیا، آگے آکر اس نے حرم کو بازو سے تھاما اور سیدھا کھڑا کر دیا، حرم نے کوئی مزاحمت نہیں کی، وہ اس گھڑی جیسے اس کی بھوری آنکھوں کا معمول تھی، وہ اس کو اسی طرح اپنے کمرے میں لے آیا تھا، درمیانی دروازہ اس نے کھلا چھوڑ دیا تھا، اسے بیڈ پر بیٹھا کر وہ گلاس میں پانی ڈالنے لگا، پھر اس نے گلاس حرم کی طرف بڑھا دیا، حرم نے ہاتھ آگے نہیں بڑھایا، رومان نے زبردستی اس کے لبوں سے گلاس لگایا، دو گھونٹ پینے کے بعد اس نے گلاس ہٹا دیا، رومان نے گلاس واپس رکھا اور اسے شانوں سے تھام کر بیڈ پر لٹا دیا، اس نے مزاحمت نہیں کی، رومان اس پر کمبل درست کر رہا تھا، لائٹ بجھا کر وہ اٹھنے لگا تھا جب حرم نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

”مجھے نیند نہیں آرہی۔“ اس کے الفاظ تھے یا بے بسی اور کرب میں لپٹی خونچکاں حکایتیں، رومان کا کلیجہ ہل کر رہ گیا، وہ اس کے قریب لیٹ گیا، بہت فراخدلی کے ساتھ اس نے دایاں بازو پھیلایا اور حرم کو قریب کر لیا یوں کہ اس کے شانے پر حرم کا سر آگیا، وہ آہستگی سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا، حرم یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی ہلکی سی نیلگوں روشنی میں وہ اس کے بہت قریب تھا، یوں کہ وہ اس کی مہک محسوس کر سکتی تھی، اس نے ایک لمبی سانس کھینچ کر اس کی خوشبو سے خود کو مہکایا اور آنکھیں بند کرلیں۔

”میں پچھتانا نہیں چاہتی رومان!“ اس کے لبوں سے سسکی سی نکلی تھی۔

”کس بات پر؟“ رومان کا ہاتھ رک گیا۔

”آپ سے شادی کے فیصلے پر، ارم نے بہت ڈرایا تھا مجھے۔“ وہ اس کی شرٹ کے کالر کو مضبوطی سے جکڑے ہوئے تھی۔

”کیوں؟“ رومان نے اس کی بھیگی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

”وہ پتا نہیں کیسی باتیں کرتی تھی، عجیب عجیب...... آپ مجھے کچھ نہ دیں مگر......“ وہ کہہ رہی تھی، رومان نے اس کی بات قطع کر دی۔

”کیسی باتیں کرتی تھی وہ؟“ رومان نے اسے نزدیک کر لیا، حرم سے سانس لینا مشکل ہو رہا تھا وہ ڈر رہی تھی اگر وہ اونچی آواز سے بولے گی اور سانس لے گی تو یہ خواب بکھر جائے گا۔

”وہ...... وہ کہتی تھی Aeistocrasy بڑی ظالم ہوتی ہے وہ تمہیں بیوی نہیں آیا بنا کے لے جا رہا ہے ورنہ اسے کیا کمی لڑکیوں کی؟“ وہ رک رک کر کہہ رہی تھی۔

”پھر؟“

”پھر بھی میں نے کہا مجھے یہ شادی لازما کرنی ہے۔“

”کیوں؟“

”کیوں کہ میں تھک چکی تھی اس معاشرے سے لوگوں کے رویوں سے۔“ اس نے بات ادھوری چھوڑ دی اس کی نظر رومان کی گردن پر تھی، اس کا دل چاہا وہ بے اختیار اسے چھوئے۔

”ارم کہتی تھی میں مادیت پرست ہوں۔“ اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

”میں نے کہا، اس میں مادیت پرستی کہاں سے آگئی، میں تھک چکی ہوں رجیکشن کا عذاب سہہ سہہ کر، لوگوں کو میرے ساتھ اور بھی بہت کچھ

چاہیے تھا، لمبا چوڑا جہیز، جو میری اماں اپنی غربت کے ہاتھوں مجبور و بے بس دے نہیں سکتی تھی، جب آپ کا پرپوزل آیا تو میں نے صرف یہی سوچا کہ آپ کی کوئی ڈیمانڈ نہیں ہے، مجھے اور کچھ نہیں چاہیے تھا، مجھے آسائشیں نہیں چاہیے تھیں، مجھے دولت کے انبار نہیں چاہیے تھے، مجھے صرف عزت چاہیے تھی، رومان صرف محبت چاہیے تھی۔“ وہ اب براہ راست اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جن میں بے یقینی تیر رہی تھی۔

”آپ...... ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں کیا آپ کو لگتا ہے کوئی اور وجہ ہو سکتی ہے، اگر ایسا ہے تو پلیز ایسا کچھ مت سوچیئے گا، میرے جیسے بیگ گراؤنڈ اور شکل صورت کے ساتھ آپ سے شادی کرنے کی اور کون سی وجہ ہو سکتی ہے Obviously اپنے ماحول سے فرار اور مجبوری کی ایک لمبی قطار......“ وہ طویل سانس لے کر بولی، وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

”کیا پیسہ اتنا میٹر کرتا ہے؟“ اسے حسان سے اپنی گفتگو یاد آئی حرم نے ابھی تک اس سے کسی قسم کی ڈیمانڈ نہیں کی تھی، شیزا نے اس کے لئے شادی کے لئے کچھ شاپنگ کی تھی اور کچھ وہ اپنے گھر سے لے کر آئی تھی، اسی سے کام چل رہا تھا۔

دوسری طرف وہ لائبہ کو بھی بہت اچھے طریقے سے سنبھال رہی تھی، لائبہ اس سے بہت زیادہ مانوس ہو چکی تھی، کیا کوئی گلہ بچا تھا؟ رومان نے سوچا، پھر جواب نفی میں پا کر اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں امید و یاس کے دیئے جل رہے تھے پھر بڑی بھرپور آمادگی اور محبت سے اسے خود میں سمیٹ لیا، اس کے متورم سوجی آنکھوں کو چوما اور اس کے بکھرے بال سمیٹ دیئے اور پھر حرم نے دیکھا اس کے چہرے پر تمام تر خول تڑخاتی مسکراہٹ نمودار ہوئی، سچی مسکراہٹ، ایسی مسکراہٹ جس پر تخت وار دیئے جائیں، اس نے بے ساختہ اس مسکراہٹ کے دائمی ہونے کی دعا مانگی تھی۔

☆☆☆

اگلے دن بڑی خوشگوار سنہری دھوپ نکلی تھی، وہ لائبہ کو لے کر لان میں بیٹھی تھی جب شیزا آگئی۔

”اُف حرم، سوری ڈیئر میں کچھ بزی رہی آ نہیں سکی، مگر تم نے بھی تو جیسے نہ آنے کی قسم اٹھا رکھی ہے۔“ وہ بیگ ٹیبل پر رکھ کر بے تکان بولتی گئی۔

”ایسا نہیں ہے شیزا! بس آپ کو پتا ہے آپ کے بھائی کتنا بزی ہوتے ہیں۔“ اس نے مسکرا کر یقین دہانی کروائی، شیزا نے سمجھنے والے انداز سر ہلا دیا۔

”اور باقی سب ٹھیک ہے؟ لائبہ سیٹ ہے تمہارے ساتھ؟“

”اللہ کا شکر ہے سب ٹھیک ہے، لائبہ کو آپ دیکھ لیں کتنا سیٹ ہے۔“ اس نے مسکرا کر کہا، لہجے میں گہری طمانیت تھی۔

”ہاں وہ تو واقعی نظر آرہا ہے، اچھا سنو اسے زینت بی بی کے پاس چھوڑو، چلو شاپنگ پر چلتے ہیں۔“ اس نے لاپرواہی سے کہا۔

”نہیں میں...... میں کیا کروں گی؟“ وہ بوکھلا گئی۔

”ارے! شاپنگ کا کیا کرتے ہیں بھئی، چلو اٹھو۔“ اس نے زور دیا۔

”میں کیسے جا سکتی ہوں لائبہ؟“

”کیوں نہیں جا سکتی اور لائبہ بتایا تو ہے گھر میں ہی رہے گی۔“ اس نے فیصلہ صادر کیا۔

”ٹھیک ہے مگر آپ اس کے پاپا سے پوچھ لیں۔“ حرم نے کہا۔

”ہاں یہ ٹھیک ہے۔“ شیزا نے سر ہلایا اور رومان کو کال کرنے لگی، کچھ دیر بعد فون اٹھا لیا گیا اور شیزا زور و شور سے اس سے بات کرنے لگی۔

Scan & PDF
EJAZ AHMED
FriendsKorner.com

''بس مجھے کچھ نہیں پتا، آپ حرم سے کہیں کہ وہ میرے ساتھ چلے۔''

''اچھا حرم سے بات کرواؤں، اچھا ٹھیک ہے۔'' اس نے سیل حرم کی طرف بڑھا دیا، حرم نے کنفیوژ سے انداز میں فون لے لیا۔

''السلام وعلیکم!'' اس نے یوں نظر جھکا لی تھی جیسے وہ سامنے بیٹھا ہو۔

''وعلیکم السلام حرم! ایسا ہے کہ آپ شیزا کے ساتھ چلی جائیں اور......'' حرم نے اس کی بات کاٹی۔

''مگر میں کیسے؟''

''میں آپ کی پرابلم سمجھ رہا ہوں، آپ میری وارڈ روب کے سینٹرل ڈرائز سے کریڈٹ کارڈ لے لیں، کیش بھی ہے وہاں، جو بھی آپ پسند کریں۔'' وہ تیزی سے کہتا جا رہا تھا، غالباً وہ مصروف تھا۔

''نہیں میں نہیں کر سکتی، میں کیسے......'' وہ بے حد گھبرا گئی۔

''میں آپ سے کہہ رہا ہوں نا۔'' اس کا لہجہ تحکم بھرا تھا، اسی دوران شیزا لائبہ کے لے کر اندر چلی گئی، حرم کو تسلی سے بات کرنے کا موقع مل گیا۔

''پلیز میں نہیں کر سکتی، میں نے کبھی آپ کے ڈرائز نہیں کھولے اور شاپنگ کا کیا کروں گی میں؟ سب کچھ تو ہے میرے پاس۔'' وہ مدھم لہجے میں بولی۔

''حرم! ضد مت کریں، جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسا کر لیجیے۔'' اس بار وہ کچھ جھلا گیا، حرم نے بے بسی سے ہونٹ کچلے۔

''اوکے شام میں ملتے ہیں، اچھی سی شاپنگ کیجیے گا۔'' رومان نے سکون بھرا سانس لیتے ہوئے فون رکھ دیا، وہ تھوڑی دیر وہیں بیٹھی رہی پھر اٹھ کر اندر چلی گئی۔

کچھ دیر بعد وہ چینج کر کے اس کی وارڈ روب کی سمت بڑھی تو بے حد گھبرائی ہوئی اور کنفیوژ تھی، اس نے سینٹرل ڈرائز کھولا تو وہاں بے شمار فائلز، کاغذات، کارڈز، البم اور کیش موجود تھا، اس نے پہلے روپے لینے چاہے پھر اس کی ہدایت کے برعکس کریڈٹ کارڈز لے لئے اور باہر آ گئی۔

شیزا نے اسے حقیقی معنوں میں تھکا مارا تھا، اس نے اتنی ڈھیر ساری شاپنگ کی تھی کہ اس کے حساب سے آرام سے دو تین سال گزر سکتے تھے اس دوران حرم کی رائے کا اس نے بھرپور خیال رکھا تھا، حرم کی آنکھوں نے جیسے ایک نئے جہاں کی سیر کی تھی، نت نئے ملبوسات، جوتے، جیولری اور بے شمار الم غلم وہ پتا نہیں کیا کیا اٹھا لائیں تھیں، اسے ڈراپ کرنے کے بعد شیزا تو اپنے گھر سدھاری اور وہ تھکی ہوئی بیڈ روم میں آ گئی، سب سے پہلے اس نے لائبہ کو گود میں سمیٹا اور ڈھیر سارا پیار کیا پھر زینت کو بلا کر چائے لانے کا کہا اور اٹھ کر چیزیں وارڈ روب میں رکھنے لگی، چائے پیتے ہوئے اس نے اپنے اندر پھیلی ہوئی خوشی کو محسوس کیا اور پھر بڑی دیر غور کرنے کے بعد اسے سمجھ آئی کہ یہ خوشی ڈھیر ساری شاپنگ کرنے کی نہیں تھی، قطعاً نہیں تھی، یہ رومان کے بدلے ہوئے رویے کی خوشی تھی، رومان رات آٹھ بجے کے قریب آیا تھا، حرم نے اسے چمکدار آنکھوں اور مسکراتے لبوں کے ساتھ ریسو کیا تھا، وہ چینج کر کے ڈنر ٹیبل پر آیا تو حرم بھی آ چکی تھی۔

''ہو گئی شاپنگ؟'' اس نے کھانا کھاتے ہوئے استفسار کیا۔

''جی۔'' اس نے آہستگی سے کہا۔

وہ مزید کچھ بولے بنا کھانا کھاتا رہا، حرم کی نظریں اس کے ہاتھوں پر تھیں پھر وہاں سے سفر کرتی ہوئیں اس کے لبوں تک پھر اس کی آنکھوں پر جو جھکی ہوئی تھیں پھر اس کے سنہرے اور بھورے بالوں پر جو ماتھے پہ گرے ہوئے تھے۔

''کیا اس سے زیادہ خوبصورت مرد کوئی ہو سکتا ہے۔'' اس نے بڑھتی دھڑکنوں کے ساتھ سوچا اور یہ پہلی بار نہیں تھا وہ تو ہمیشہ اسے دیکھ کر یہی سوچتی تھی، اس کا بات کرنا، ہنسنا چلنا، اٹھنا، بیٹھنا، یہاں تک کہ کھانا کھانا بھی اسے ہر چیز مکمل لگتی تھی اور حرم آصف کو اس کی ہر بات اپنی طرف کھینچتی تھی کھانا کھانے کے بعد وہ اپنے بیڈ روم میں چلا آیا جبکہ وہ کچن سمیٹنے میں مگن ہو گئی، وہ واپس آئی تو زینت لائبہ کو سلا چکی تھیں، اس نے انہیں جانے کا کہا اور خود اپنے کمرے کا درمیانی دروازہ کھولتی اندر آ گئی، وہ اپنی کمپیوٹر ٹیبل پر براجمان تھا، اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور اس کے لبوں پر ایک بہت ہلکی سی خیر مقدمی مسکراہٹ آ گئی، حرم جیسے نہال سی ہو گئی، وہ کی بورڈ پر ہاتھ چلا رہا تھا، حرم اس کی چیئر کے پیچھے آ کر کھڑی ہو گئی۔

''اتنا کام کیوں کرتے ہیں آپ؟'' اس کے انداز میں تفکر بھرا شکوہ تھا۔

''آپ کے لئے لائبہ کے لیے۔'' وہ آہستگی سے بولا تھا۔

اس کے جواب نے حرم کو کچھ دیر کے لئے بالکل خاموش کروا دیا تھا، پھر وہ تھوڑا آگے بڑھی اور اس کے شانے پہ ہاتھ رکھ دیا۔

''اتنا کام مت کیا کریں۔'' اس نے بہت لاڈ سے جیسے فرمائش کی، رومان کے چلتے ہاتھ ساکت ہو گئے، اس نے کمپیوٹر شٹ ڈاؤن کر دیا اور چیئر دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''اوکے، آپ نے مجھے اپنی شاپنگ تو دکھائی ہی نہیں؟'' وہ بولا، حرم نے بے پناہ خوشی سے اسے دیکھا۔

''کیوں نہیں، آئیں میرے ساتھ۔'' رومان اس کے ساتھ بڑھ گیا، وہ آ کے بیڈ پر بیٹھ گیا، وہ وارڈ روب کے سامنے کھڑی ہو گئی، رومان نے دیکھا اس نے لائبہ کو بے بی کاٹ میں نہیں لٹایا تھا بلکہ وہ بیڈ پر سوئی ہوئی تھی، اس نے جھک کر بیٹی کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

''لائبہ آپ کو زیادہ تنگ تو نہیں کرتی؟'' وہ پوچھنے لگا۔

ہینگر کھینچتی حرم نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور بے ساختہ مسکرا دی۔

''نہیں اور اگر کرتی بھی ہے تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟ یہ ہمارا ماں بیٹی کا معاملہ ہے۔'' وہ شوخی سے بولی، وہ آہستہ سے ہنس دیا۔

وہ اسے شاپنگ دکھانے لگی، رومان نے دیکھا اس کے چہرے پر بچوں جیسی خوشی تھی حالانکہ ہر ایک چیز کے بعد اگلی دو چیزیں لائبہ کی تھیں، وہ چیزیں دیکھ رہا تھا اور حرم اسے دیکھ رہی تھی۔

''ایک بات بتائیں حرم؟'' وہ اسی طرح مصروف سا بولا۔

''جی۔'' وہ چونکی۔

''آپ مجھے اتنا نوٹ کیوں کرتی ہیں؟'' اس کے لاپرواہ سے سوال نے حرم کو ساکت سا کر دیا۔

''کک...... کیا مطلب؟'' وہ بوکھلا گئی، رومان نے نظریں اٹھا کر براہ راست اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

''کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟'' وہ معنی خیزی سے بولا، ناسمجھی کا تاثر دیتے ہوئے بھی حرم کا رنگ سرخ ہو گیا۔

''میں سمجھی نہیں۔'' اس نے کہا۔

''چلیں مجھے یہ بتائیں کیا ایج ہے آپ کی؟'' وہ اس کے سوال پر حیران ہوئی۔

''تیئیس سال۔''

''رائٹ، آپ کو پتا ہے آپ مجھ سے کتنی چھوٹی ہیں؟'' وہ بظاہر سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا، اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

''گیارہ سال چھوٹی ہیں آپ مجھ سے، اس سال میں چونتیس برس کا ہو جاؤں گا۔''

Scan & PDF FIAZ AHMED FriendsKorner.com

''پھر بھی آپ مجھے آپ کہتے ہیں۔'' وہ بے ساختہ بولی۔

''آپ نے ہی تو کہا تھا آپ کو عزت چاہیے اور یہ احترام کا ایک انداز ہے۔'' دھیمے لہجے میں کہتا وہ اسے لاجواب کر گیا، وہ چپ ہو کر بیڈ شیٹ پر کچھ کریدنے لگی۔

''اچھی شاپنگ ہے، چلتا ہوں، اگر ایک کپ کافی مل جائے تو......؟'' وہ اٹھ گیا، سوال درمیان میں ہی رہ گیا تھا۔

''جی...... میں بناتی ہوں۔'' وہ چیزیں سمیٹنے لگی۔

وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا، چیزیں سمیٹنے کے بعد وہ کچن کی طرف بڑھ گئی، وہ کافی بنا کے لوٹی تو وہ سلائیڈنگ ڈور کھولے کھڑا تھا، اس نے مگ اسے تھما دیا اور خود بھی وہیں کھڑی ہو گئی، موسم بے حد سرد تھا، تیز اور خنک ہوا کے تھپیڑے اسے کپکپانے پر مجبور کر گئے، اس نے رومان کو دیکھا، براؤن گرم شلوار سوٹ میں وہ بہت سکون سے کھڑا تھا۔

''آپ کو سارا سے بہت محبت تھی؟'' دفعتاً وہ بولی، رومان نے جھٹکے سے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا، حرم اس کے تاثرات نہیں جان سکی، وہ اندھیرے میں تھا۔

''آپ کیوں جاننا چاہتی ہیں؟'' اس کا لہجہ مرتعش تھا۔

''میں نے سوچا شاید آپ کے دل میں مجھے بھی تھوڑی سی جگہ مل جائے؟'' اس کے لہجے میں حسرت تھی۔

''کھنڈروں میں جگہ نہیں ڈھونڈتے حرم۔'' اس کا لہجہ جذبات سے عاری تھا، حرم کپکپا اٹھی، شاید سردی بڑھ رہی تھی۔

''یہاں آیئے میرے پاس۔'' وہ اس سے مخاطب ہوا تھا، حرم وہیں جمی کھڑی رہی۔

''میں آپ سے کہہ رہا ہوں۔'' اس نے دایاں بازو کھول کر اسے متوجہ کیا، وہ میکانکی انداز میں اس کے نزدیک آ گئی۔

رومان نے اسے خود سے لگا لیا، حرم کے گال بے حد سرد ہو رہے تھے، رومان کے گریبان کے بٹن کھلے ہونے کی وجہ سے اس کا بایاں گال اس کے گرم سینے سے ٹکرایا اسے عجیب سا سکون محسوس ہوا تھا اس نے بے اختیار آنکھیں بند کر کے دونوں بازو رومان کی پشت کے گرد لپیٹ لئے، وہ اپنے بالوں پر اس کے لبوں کا لمس محسوس کر رہی تھی، اس کے اندر طمانیت پھیلتی جا رہی تھی۔

''میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ دوبارہ اس موضوع پر کوئی بات نہیں کریں گی۔'' وہ پتا نہیں گزارش کر رہا تھا یا حکم دے رہا تھا، حرم کو سمجھ نہیں آیا تھا، مگر اسے جاننے کی ضرورت بھی کیا تھی، اس کے لئے یہی کافی تھا کہ ''وہ'' کہہ رہا تھا۔

اک میں ہی نہیں جرم محبت کا خطا وار
ہلکا سا تبسم بھی تو شامل تھا اُدھر سے!

☆☆☆

ارم کا فون آیا ہوا تھا، اس کے پاس ڈھیر تھا باتوں کا، وہ بنا رکے بولے جا رہی تھی، رومان آفس جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا، گاہے بگاہے اسے بھی دیکھتا تھا، وہ چینج کرنے کے لئے ڈریسنگ روم میں گیا تو حرم بھی اتنی دیر خود پر ضبط کے بند باندھے بیٹھی تھی فوراً بولنے لگی۔

''حرم! مجھے لگ رہا ہے تم بہت خوش ہو، خدا تمہیں ہمیشہ خوش رکھے مگر بتاؤ تو بات کیا ہے؟'' ارم بھی حیران سی تھی۔

''میں تمہیں کیا بتاؤں ارم! وہ بہت اچھا ہے، اتنا کہ...... بس، تم نے دیکھا ہے نا اسے، میرے خدا...... کتنا خوبصورت ہے، مجھے لگتا ہے اگر میں اسے نظر بھر کے دیکھوں گی تو اسے نظر ہی نہ لگ جائے، بہت کم ہنستا ہے وہ، مگر جب بھی

مسکراتا ہے ناں میرا دل چاہتا ہے میں اس کا صدقہ اتاروں، کہیں اسے نظر نہ لگ جائے، میں...... شاید بیان ہی نہیں کر سکتی اپنے احساسات، وہ مجھے چھوتا ہے تو مجھے لگتا ہے میں اس دنیا کی سب سے خوبصورت، سب سے خوش قسمت لڑکی ہوں، اس کے بھورے بال جن میں کہیں کہیں سنہرا پن جھلکتا ہے میرا دل چاہتا اپنی مٹھیوں میں سمیٹ لوں، اس کی بھوری آنکھوں کی چمک، میں تمہیں کیا بتاؤں جیسے......'' کھنکتی آواز میں بولتی یہ وہ حرم تو نہیں تھی یہ تو کوئی اور ہی تھی۔

ڈریسنگ روم کے دروازے میں کھڑا رومان ساکت تھا، اسے پسند کی شرٹ نہیں مل رہی تھی، جو ملیں وہ پسند نہیں آ رہی تھیں۔

''ہاں پھر بات کروں گی اوکے۔'' اس نے فون بند کر کے ایک طویل سانس لی اور مسکراتے ہوئے باہر نکل گئی، یہ جانے بغیر کہ وہ ابھی تک وہیں کھڑا تھا۔

☆☆☆

ناشتے کی میز پر بالکل خاموشی تھی۔

''آج مجھے اماں کی طرف جانا ہے، آپ پلیز جلدی آ جایئے گا۔'' اس نے جوس کا گلاس اس کے سامنے دھرا۔

''آپ چلی جایئے گا میں......'' وہ کہنے لگا، حرم نے اس کی بات قطع کر دی۔

''پلیز رومان! مجھے آپ کے ساتھ جانا ہے۔'' اس کے انداز میں دھونس تھی۔

''میں بزی ہوں آج۔'' اس نے صفائی سے دامن بچایا۔

''ہم کل چلے جائیں گے۔'' اس نے فوراً کہا، وہ کوئی جواب دیئے بنا جوس پینے لگا، حرم کچھ دیر انتظار کرتی رہی شاید وہ کچھ بولے۔

''آج شیزا اور فہد بھائی آئیں گے لنچ پر، آپ کوشش کیجئے گا کہ لنچ گھر پہ کر سکیں۔'' اس نے آہستگی سے یاد دلایا۔

''آئی ول ٹرائے۔'' وہ کہتا ہوا کرسی دھکیل کر کھڑا ہو گیا۔

اس کے آفس جانے کے بعد وہ گھر کے کاموں میں مصروف ہو گئی، اس بڑے سے محل جیسے گھر میں اس کی مصروفیت کے لئے بے پناہ چیزیں تھیں، بڑا سا ہرا بھرا لان یا پھر کچن، یہ دو اس کی پسندیدہ ترین جگہیں تھیں جن میں وہ اکثر پائی جاتی تھی، کبھی کبھی وہ بُری طرح بوکھلا سی جاتی تھی، اسے اتنے بڑے گھر سے عجیب سی وحشت ہوتی تھی، اسے تو بس دو کمروں کے چھوٹے سے برآمدے والے گھر میں رہنے کی عادت تھی، مگر یہ تو قسمت نے اسے یہاں لا پھینکا تھا جس کا یقیناً کوئی حل نہیں تھا، وہ دل لگانے کی کوشش کرتی رہتی تھی جس میں بڑا ہاتھ لائبہ کا تھا وہ اتنی چھوٹی سی تھی کہ حرم کو ہر وقت خود میں الجھائے رکھتی تھی۔

اس وقت بھی وہ لائبہ کو گرم کپڑے پہنا رہی تھی مگر سوچ رومان میں الجھی ہوئی تھی۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ اس کا شادی کے بعد ابتدائی دنوں والا رویہ بھول گئی، ایسا قطعاً نہیں تھا، مگر اب رومان کا رویہ اتنا بہتر تھا کہ وہ پچھلی باتیں بھولنے پر خود کو مجبور پاتی تھی، ہاں البتہ یہ بات اسے آج بھی کھٹکتی تھی کہ وہ اتنا سرد مزاج کیوں تھا، خاموش طبع، الگ تھلگ بلکہ اگر ایمانداری سے تجزیہ کیا جاتا تو تلخ مزاج کہنا زیادہ بہتر رہتا، جب دوپہر میں شیزا کے آنے کا وقت تھا تو حرم نے دل میں پکا عہد باندھا ہوا تھا کہ وہ اس سے سارا کے بارے میں ضرور پوچھے گی، وہ جاننا چاہتی تھی کہ آیا رومان پہلے ہی ایسا تھا یا اب ہو گیا تھا۔

ہوتا ہے نا ایسا کوئی دکھ کوئی غم کوئی اذیت یوں دل میں گھر کرتی ہے کہ انسان اپنے آپ کو بھول جاتا ہے، یاد رہ جاتا ہے تو بس وہ شخص جو بچھڑ جاتا ہے۔

Scan & PDF FIAZ AHMED Friends Korner.com

''کیا کھونے کا غم ہی رومان کے اندر بیٹھ گیا تھا؟'' اس کے ذہن میں ایک عجیب سا سوالیہ نشان تھا۔

مگر وہ صرف سوچتی رہ گئی، شیزا نے فون پہ آنے سے معذرت کرلی تھی، اسے ایمرجنسی میں فہد کے ساتھ کسی دوست کی طرف جانا پڑ گیا تھا، ساری دوپہر حرم نے سیڑھیوں پہ بیٹھے گزار دی، شاید وہ پھر سے قنوطی ہو رہی تھی، زینت اسے بلانے آئی تو وہ بلا حجت کے اٹھ کر چل دی، اندر آ کر اس نے شام کے کھانے کی تیاری شروع کر دی، بھنڈی گوشت کے لئے ڈھیر ساری پیاز کاٹتے ہوئے اس کی آنکھوں سے مسلسل پانی بہہ رہا تھا اور وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ یہ پانی آنکھوں سے بہہ رہا تھا یا دل سے؟

مغرب ڈھل رہی تھی جب وہ کچن سے فراغت پا کر نکلی، چینج کرنے کے بعد اس نے بلیک لانگ شرٹ اور Copper گرم شال اوڑھی اور نماز کے لئے کھڑی ہوگئی۔

اس وقت وہ آخری دو نوافل ادا کر رہی تھی جب اسے گاڑی رکنے کی آواز آئی، اس کا دھیان یکدم نماز سے ہٹ گیا، اس نے دل ہی دل میں استغفار پڑھتے ہوئے رکوع کیا، قدموں کی آوازیں بتدریج قریب آ گئی تھیں، اس کا دل پنچھی کی مانند پھڑپھڑانے لگا، پھر دروازہ کھل گیا، وہ قیام کر رہی تھی، پوری کوشش اور توجہ کے باوجود اسے اپنی توجہ مرکوز رکھنے میں خاصی دشواری پیش آ رہی تھی، بڑھتے ہوئے قدموں کی آواز بیڈ کے قریب آ کر رک گئی، پھر وہ بیڈ پر بیٹھ گیا اور سوئی ہوئی لائبہ سے پیار کرنے لگا۔

حرم نے سلام پھیرا Copper شال نماز کے اسٹائل میں اوڑھے اس کا چہرہ بڑا ملیح اور پرنور سا لگ رہا تھا، رومان کو اپنے احساسات پر حیرت ہوئی، حالانکہ وہ کسی قسم کی آرائش سے مبرا تھا، وہ اب دعا کے لئے ہاتھ اٹھا چکی تھی، وہ پتا نہیں کیا پڑھ رہی تھی اس نے بے اختیار اللہ سے معافی مانگی اور پھر خود کو مجبور پاتے ہوئے ہاتھ چہرے پہ پھیر کے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''السلام وعلیکم!'' اس نے جائے نماز تہہ کرتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔

''وعلیکم السلام!'' وہ بولا۔

حرم کے دل کی حالت قدرے سنبھلی، اس کا دل چاہا وہ کھلکھلا کر ہنستی ہوئی اس کے قریب جائے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر زور زور سے گھومے، وہ اپنی خواہش دبائی جائے نماز رکھ کر پلٹی۔

''آپ چینج کرلیں میں کھانا لگاتی ہوں۔''

''نہیں، ابھی میرا موڈ نہیں ہے، چائے مل سکتی ہے؟'' وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

''جی میں لاتی ہوں۔'' اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ ایڑیوں پہ گھوما اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا، وہ چند لمحے وہیں کھڑی رہی پھر کچن کی طرف بڑھ گئی، چائے بناتے ہوئے اس نے اماں کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا جو اسے کتنے ہی دنوں سے اپنی طرف آنے کا کہہ رہی تھیں، جا تو وہ ڈرائیور کے ساتھ بھی سکتی تھی مگر کیا جائے کہ اس بار اماں کا مطالبہ تھا کہ وہ رومان کو بھی ساتھ لے کر آئے، وہ شادی کے بعد ایک بار بھی ان کی طرف نہ آیا تھا۔

رومان سے دوبارہ بات کرنے کا سوال ہی نہیں تھا، وہ صبح بات کر کے رزلٹ دیکھ چکی تھی، وہ چائے لے کر گئی تو رومان شاور لے کر باہر آ چکا تھا، تولیے سے سر رگڑتے ہوئے اس نے دروازہ کھلنے پر ایک لمحے کو رک کر دیکھا اور پھر سے مگن ہو گیا، حرم نے بڑھ کر اس سے تولیہ پکڑ لیا، وہ بال بنانے لگا۔

''آپ تیار ہو جائیں، ہم آپ کی والدہ کے ہاں چل رہے ہیں۔'' اس نے کہا، وہ حیران سی رہ گئی، پھر ایک بے اختیار مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھولیا۔

''اچھا، میں بس تیار ہی ہوں۔'' وہ تولیہ لے کر باہر نکل گئی، وہ کرسی پہ بیٹھ کر چائے پینے لگا، اسے مزہ آ گیا، چائے واقعی مزیدار تھی، حرم ہمیشہ چائے اور کافی بہت اچھی بناتی تھی جبکہ سارا بے حد بدذائقہ چائے بناتی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ واپس آ گئی، رومان نے دیکھا وہ اسی لباس میں تھی، البتہ دونی کلائی میں دو کنگن پہنے تھے اور لبوں کا رنگ ہلکا گلابی چمکدار تھا، اس نے دونوں ہاتھوں میں لائبہ کو اٹھایا ہوا تھا جبھی اس کی نظر فوراً کنگنوں پر پڑ گئی تھی۔

''چلیں۔'' وہ ہلکے سے مسکرائی۔

رومان سر ہلاتا اٹھ گیا، دونوں آگے پیچھے چلتے پورچ میں آ گئے، رومان نے بڑھ کر اس کے لئے دروازہ کھولا، وہ لائبہ کو لے کر بیٹھ گئی، ہینڈ بیگ پیروں کے نزدیک رکھ لیا، رومان گھوم کر دوسری طرف آیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا گاڑی گیٹ سے نکلی تو وہ اس سے مخاطب ہوا۔

''آپ مجھے راستہ سمجھائیں گی؟''

''جی۔'' وہ اسے بتانے لگی، اندر سے وہ بے حد پرجوش تھی، اسے امید نہیں تھی وہ اتنی جلدی مان جائے گا، بلکہ اس کے دل کی یار جان جائے گا، اماں کو اس نے فون کر دیا تھا رومان کے ساتھ باہر نکلتے ہوئے کتنی نگاہوں میں رشک سمٹ آیا تھا۔

اماں ان کے استقبال کے لئے مکمل طور پر تیار تھیں، وہ بے حد محبت اور پیار سے رومان سے ملیں، ان کی خوب آؤ بھگت کی، وہ بھی خوشی خوشی انہیں اپنے گھر کی باتیں بتاتی رہی، رومان باہر برآمدے میں آ بیٹھا تو وہ اندر اماں کے پاس آ گئی جو کچن میں مصروف تھیں۔

''اماں! یہ کچھ پیسے ہیں آپ رکھ لیں۔'' اس نے ہینڈ بیگ سے دو نیلے نوٹ نکال کر کہا، اماں ایک دم سے بدک گئیں۔

''حرم! کیا بات کرتی ہو تم، تمہارا دماغ درست ہے، میں تم سے پیسے لوں گی، کیوں بھلا؟'' وہ سخت خفا ہو گئیں۔

''اوہو اماں میری بات کو سمجھیں کیا ہو گیا ہے آپ کو، میں اپنی خوشی سے دے رہی ہوں اور......'' وہ جھنجھلا کر بولنے لگی، انہوں نے فوراً ٹوک دیا۔

''میری خوشی اس میں نہیں ہے تم فکر نہ کرو، دو دوکانوں کا کرایہ آ جاتا ہے کھانے والے ہیں ہی کتنے، گزارہ بڑے آرام سے ہو جاتا ہے، کرم ہے مالک کا۔'' انہوں نے سبھاؤ سے انکار کیا۔

''اماں پلیز! میں کہہ رہی ہوں نا؟'' وہ ضد کرنے لگی۔

''تمہارے میاں کو پتا ہے؟'' انہوں نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

''نہیں اور فکر مت کریں، ان کے نزدیک اتنے سے پیسوں کی کیا اہمیت؟'' حرم نے لاپرواہی سے کہا۔

''یہی غلطی کر رہی ہو تم، بات اتنے سے پیسوں کی نہیں، خواہ تم کہیں دو روپے بھی خرچ کرو، تمہارے میاں کے علم میں ہونا چاہیے، کیوں خوامخواہ غلط فہمی پیدا کرنے کا موقع دے رہی ہو تم؟'' اس بار اماں بھی غصے میں آ گئیں۔

''اماں! آپ بھی ناں؟ اِدھر دیکھیں، دیکھیں اس پرس کے اندر کتنے ڈھیر ہیں نوٹوں کے، میں نے کیا کرنا ہے ان کا؟ آپ کا حق ہے، میری بات غلط تو......'' وہ کہنے لگی، اماں نے سختی سے اس کی بات کاٹ دی۔

''بس کر دو حرم، حد ہو گئی، کیوں لوں میں تم سے پیسے، مائیں بیٹیوں کو دیتی ہیں لیتی نہیں اب چلو میں کھانا لگانے لگی ہوں۔'' انہوں نے حتمی لہجے میں بات سمیٹی۔

حرم جھنجھلا کر واپس پلٹ گئی، واپسی کے سفر میں حرم قدرے خاموش تھی اور اسی خاموشی میں

Scan & PDF EJAZ AHMED FriendsKorner.com

اس نے رومان کے سرد اور تنے ہوئے چہرے کو غور سے نہیں دیکھا، وہ بہت ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا، حرم نے اپنی دھن میں اتنا نوٹ نہیں کیا تھا اور یہی اس کی غلطی تھی۔

گھر پہنچ کر وہ سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا، تب حرم نے نوٹ کیا کہ وہ قدرے ڈسٹرب تھا، اس نے حرم سے کوئی بات نہیں کی، نہ ہی اس سے حرم کے گھر کے متعلق کوئی کمنٹ دیا تھا، وہ شاید اس کے پیچھے جانا چاہتی تھی مگر لائبہ رونے لگ گئی، اسے بہلاتے بہلاتے کافی دیر گزر گئی، حرم سارے دن کی تھکی ہوئی تھی اب کی بار اس نے تھکن کو پس پشت ڈالا اور لائبہ کو لٹا کر چینج کیے بنا ہی رومان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

وہ حسب معمول سلائیڈنگ ونڈو کھولے فون پہ کسی کے ساتھ محو گفتگو تھا، حرم نے آگے بڑھ کر اس کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے دونوں بازو اس کے گرد لپیٹ دیئے، وہ فوراً چونکا۔

"موڈ کیوں اپ سیٹ ہے جناب؟" وہ دھیمے لہجے میں بولی، وہ فون بند کرتے ہوئے جھٹکے سے پلٹا، یوں کہ وہ اس کے سامنے آ گئی۔

"کیا بات ہے رومان؟" وہ اس کے تنے ہوئے چہرے کو دیکھ کر ڈر گئی، وہ سرخ آنکھوں سے اسے گھورتا رہا۔

"خیریت تو ہے ناں؟ کیسے بات کر رہے تھے آپ؟" وہ قدرے سہم سی گئی تھی۔

"حسان ٹھیک کہتا تھا، یہ مڈل کلاس لڑکیاں مرتی ہیں دولت کے پیچھے، امیروں پہ ان کی رال بڑی جلدی ٹپک جاتی ہے۔" اس کا لہجہ بڑا زہریلا تھا حرم زرد پڑ گئی۔

"کیا مطلب؟ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟" وہ الجھ گئی۔

"زیادہ معصوم بننے کی کوشش مت کرو حرم آصف۔" رومان کے سرد لہجے میں نفرت تھی، حرم اسکے طرز تخاطب پہ ساکت سی اسے دیکھتی رہی۔

"وہ صحیح کہتا تھا، میں تو ہینڈسم پلس رچ ہوں، مجھے دیکھ کر تو تمہارے "حواس" پہلے دن ہی جواب دے گئے تھے، مجھے اب تک وہ تمہارا Still and silent سٹائل یاد ہے، جب تم نے مجھے پہلی بار دیکھا تھا۔" وہ شعلے اگل رہا تھا۔

"یہ فضول الزام تراشیاں بند کیجیے، جو بھی بات ہے صاف صاف کہیے رومان صاحب!" وہ چیخ گئی تھی۔

"صاف بات تو یہ ہے یہ اچھائی کا ڈھونگ رچانا اب بند کر دو۔" وہ نفرت سے بولا۔

"کیا آپ مجھے سچ بات بتائیں گے؟" وہ یکدم ضبط کھو کے بلند آواز میں چلائی تھی، رومان کا ہاتھ بے ساختہ اٹھا اور پوری قوت سے حرم کے دائیں گال پر نشان ڈال گیا۔

"اپنی آواز دھیمی رکھو، مجھے بلند آواز میں بات کرنے والی عورتیں بالکل پسند نہیں ہیں۔" وہ غرایا تھا، حرم کی آنکھیں چھلک اٹھیں۔

"آپ حق رکھتے ہیں رومان صاحب! کیونکہ میں آپ کو اپنی سچائی جو بتا چکی ہوں، اس لئے آپ مجھے جیسے چاہیں ذلیل کریں۔" وہ اپنے آنسوؤں پر قابو پا کر کرب آمیز لہجے میں بول رہی تھی، وہ استہزائیہ ہنس دیا۔

"سچ، یہ لفظ بہت عجیب لگتا ہے تمہارے منہ سے کون سا سچ؟ میں تمہیں سچ بتاتا ہوں، سچ تو یہ ہے کہ تم بے ایمان ہو میری دولت پر میری دولت نے تمہیں پاگل کر دیا، کیوں ہر وقت مجھے یوں ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی رہتی ہو؟ کیوں؟ میری دولت نے تمہیں اندھا کر دیا، بہت پلاننگ سے تم نے پہلے یوں شو کیا کہ جیسے تمہیں میری دولت سے مجھ سے کوئی دلچسپی نہیں، پھر جب تم نے دیکھا کہ تم مجھے امپریس کرنے میں کامیاب ہو چکی ہو تو پھر تم نے بہت ذہانت سے مجھے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا...... اور...... اور سب سے بڑھ کر تم نے

مجھے دھوکہ دیا، مجھے بے وقوف بناتی رہیں اپنی سادگی سے، اپنی معصومیت سے؟" وہ دھاڑ رہا تھا، حرم کو اس کے لبوں سے نکلتے شعلے جھلسائے دے رہے تھے۔

"آخر میں نے ایسا کیا کیا ہے؟" وہ بے جان ہو کر پوچھ رہی تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں انجان ہوں؟ مجھے اپنی کزن کا اپنی پرسنالٹی کا اندازہ نہیں؟ سب پتا ہے مجھے لیکن میں نے کبھی کیش کروانے کی کوشش نہیں کی اور تم کیا سمجھتی ہو، میں بے خبر ہوں قطعاً نہیں، مجھے سب خبر ہے، مجھے پتا ہے تم مجھے کون سے دھوکے دیئے جا رہی ہو، کیوں گئیں تھیں اپنی اماں کی طرف، روپے دینے؟" وہ اپنی ساری بھڑاس اس پر انڈیل چکا تھا، حرم نے کپکپاتے لبوں سے اسے دیکھا تو بلی تھیلے سے باہر آ گئی۔

"کاش! میں آپ کو وضاحت دے سکتی۔" وہ بھیگے ہوئے چہرے اور ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولی تھی، وہ نفرت سے اسے دیکھتا رہا۔

"مجھے وضاحتوں سے نفرت ہے حرم آصف! اور تم جیسے دو غلے لوگوں سے وضاحت سننا میری توہین ہے۔" وہ بدستور اسی طرح اکھڑے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا۔

ایک ایک کر کے حرم کے سارے آنسو گرتے چلے گئے، وہ پلٹی اور تھکی ہوئی شکست خوردہ چال چلتی ہوئی باہر نکل گئی۔

☆☆☆

اگلی صبح بڑی عجیب دھند بھری تھی، لائبہ کو بخار ہو رہا تھا اور حرم اس سے یکسر بے پرواہ نظر آتی تھی۔

اب آنے لگتا ہے اس کی رفاقت میں سکون محسن
پھر یوں ہوتا ہے کہ وہ شخص بدل جاتا ہے!

وہ گہری خاموشی کے حصار میں تھی اور اس بھری خاموشی میں کیا تھا، بتانا مشکل تھا، ناشتے کی میز پر زینت بی بی نے رومان کو لائبہ کی بیماری سے مطلع کیا، وہ فوراً پریشان ہو اٹھا تھا، ناشتہ کیے بغیر ہی وہ اٹھا اور اس کے کمرے کی طرف چل دیا، بیڈ پر لائبہ لیٹی زور زور سے رو رہی اور حرم ندارد!

"حرم!...... حرم!" اس نے فوراً لائبہ کو اٹھاتے ہوئے حرم کو پکارا۔

واش روم سے حرم باہر آئی تو اس کی آنکھیں سوجی ہوئی متورم تھیں اور چہرہ بھیگا ہوا۔

"کیا آپ کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہے؟ کم از کم آپ کو اب اپنی حیثیت کے مطابق اِدھر ایڈجسٹ منٹ کر لینی چاہیے محترمہ!" وہ چیختے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

"کیا ساری زندگی ایڈجسٹ منٹ میں گزار دوں؟" وہ سراپا سوال بن گئی، رومان نے قدرے چونک کر اسے دیکھا۔

"اگر آپ سمجھوتہ کرتے کرتے تھک چکی ہے حرم، بہتر ہو گا کہ اپنا سامان پیک کیجئے اور اپنی والدہ کے گھر تشریف لے جائیں۔" اس کا برف لہجہ حرم کو آگ میں دھکیل گیا، اس نے بے یقینی سے اسے باہر نکلتے دیکھا اور بغیر کچھ کہے اس کے پیچھے باہر نکل گئی۔

پورچ میں آ کر اس نے ڈرائیور سے گاڑی نکالنے کا کہا اور بیٹھتے ہی گھر چلنے کا کہہ دیا، سارا رستہ اس کی آنکھوں نے بے آواز آنسو بہائے تھے۔

اپنے ماضی کے تصور سے ہراساں ہوں میں
اپنے گزرے ہوئے ایام سے نفرت ہے مجھے
اپنی بے کار تمناؤں پہ شرمندہ ہوں میں
اپنی بے سود امیدوں پہ ندامت ہے مجھے
میری امیدوں کا حاصل میری کاوش کا صلہ
ایک بے نام اذیت کے سوا کچھ بھی نہیں

اماں اسے یوں آتے دیکھ کر حیران رہ گئیں تھیں، وہ سیدھی جا کر کمرے میں بستر پر گر گئی۔

"اماں پلیز میں...... میں کچھ دیر آرام کرا

Scan & PDF FIAZ AHMED friendsKorner.com

چاہتی ہوں، سب ٹھیک ہے اور مجھے کچھ نہیں ہوا۔" اس نے مختصر سا بیان جاری کیا جس سے اماں کی قطعاً تسلی نہ ہوئی، مگر وہ لحاف اوپر کھینچ چکی تھی، وہ خاموشی سے باہر چلی گئیں۔

کمرے کی وحشت ناک خاموشی میں اس کا دل کرلا رہا تھا، گھٹ گھٹ کر روتے ہوئے اسے رومان کی باتیں یاد آ رہی تھیں اور اذیت حد سے سوا ہوتی جا رہی تھی۔

اس کا سر بہت بھاری ہو رہا تھا، آنکھوں سے نکلتے آنسوؤں پر تو اختیار تھا ہی کب؟ مگر اس گھڑی سر تکیے پر پٹختے ہوئے اس نے بڑی شدت سے خواہش کی کہ اسے نیند آ جائے، پتا نہیں مقبولیت کی گھڑی تھی یا وہ واقعی ذہنی طور پر ختم ہو چکی تھی کہ اسے نیند آ گئی۔

سونے کے باوجود اس کی نیند بھی بڑی بے چین تھی، کوئی بے تاب سسکی، کوئی کرلاتی ہوئی کراہ بہت بے اختیار سی نکل جاتی لبوں سے، جب دوبارہ اس کی آنکھ کھلی تو کمرے میں ملگجا سا اندھیرا تھا، باہر دھوپ چمک رہی تھی مگر کمرے کا دروازہ بند ہونے کی وجہ سے اندر روشنی کم تھی، وہ ویسے ہی پڑی رہی، اس کے سر کا درد ختم ہو چکا تھا اور وہ حیرت انگیز طور پر وہ خود کو بہت پرسکون محسوس کر رہی تھی، کچھ دیر مزید وہ آلکسی سے پڑی رہی پھر لحاف ہٹاتی اٹھ گئی۔

باہر آ کر اس نے دیکھا اماں دھوپ میں بچھے تخت پر بیٹھی چاول چن رہی تھیں وہ آہستگی سے چلتی باتھ روم کی طرف بڑھ گئی، منہ دھوتے ہوئے اس نے باہر کسی گاڑی کے رکنے کی آواز سنی، اس کا دل پوری قوت سے سکڑ کر پھیلا تھا، وہ تیزی سے دروازہ کھولتی باہر آ گئی۔

بیرونی دروازے سے شیزا اندر داخل ہو رہی تھی، وہ تیزی سے اندر کمرے کی طرف مڑ گئی، شیزا نے اسے دیکھ لیا تھا مگر اماں سے ملنے کے لئے رک گئی، اماں سے مل کر شیزا اندر آ گئی، حرم بستر پر بیٹھی ہوئی تھی، شیزا اس کے پاس آ گئی۔

"مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی حرم۔" اس کا لہجہ افسوس بھرا تھا۔

"اور مجھے آپ کے بھائی سے۔" حرم نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا بے وقوفی کر بیٹھی ہو؟ کوئی اپنا گھر چھوڑتا ہے بھلا؟" شیزا بے چین سی ہو کر پوچھ رہی تھی۔

"بے وقوفی......؟" وہ آہستگی سے ہنس پڑی، بڑی طنزیہ ہنسی۔

"ہاں بے وقوفی، میں تو ہمیشہ سے ہی بے وقوف ہوں، ارم صحیح کہتی ہے مجھے انسانوں کی پرکھ نہیں ہے، ہو ہی نہیں سکتی، میں سمجھ ہی نہیں پائی کہ آپ کے بھائی کے اندر کس قدر زہر بھرا ہوا ہے؟ مجھے پتا ہی نہیں چلا کہ وہ کتنے تنگ دل اور شکی ذہن کے مالک ہیں؟ مجھے علم ہی نہیں ہو سکا کہ وہ کس قدر سرد مزاج ہیں؟ میں...... میں بے وقوف ہوں، ہاں مجھے اعتراف ہے، میں ہوں بے وقوف، اسی لئے تو انہیں چاہتی رہی، ان سے پیار کرتی رہی، ان سے محبت کرنے لگی تھی میں، ہوں ناں احمق؟" وہ کہتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

شیزا نے بے اختیار اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے ساتھ لگا لیا۔

"مجھے بتاؤ تو سہی حرم! ہوا کیا ہے؟" اس نے حرم کی پشت سہلائی۔

"اپنے بھائی سے ہی پوچھ لیتیں ناں آپ۔" وہ سسکیوں کے بیچ بولی۔

"اگر انہوں نے کچھ بتایا ہوتا تو تم سے کیوں پوچھتی؟" وہ عاجز آ گئی۔

"تو پھر آپ کو کیسے پتا چلا کہ میں ادھر ہوں؟" حرم نے الگ ہو کر استعجاب سے پوچھا۔

"زینت کا فون آیا تھا، لائبہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، میں نے پوچھا تم کہاں ہو؟ کہنے لگی بی بی تو اپنے گھر گئی ہیں۔" شیزا نے تفصیلاً بتایا، حرم خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

"اب تم مجھے بتاؤ بات کیا ہے؟"

"میں آپ کو کیا بتاؤں......؟ انہوں نے مجھے کس طرح ڈیل کیا ہے؟ مجھے ہمیشہ یہ سمجھ نہیں آتی تھی کہ وہ اتنے سرد مزاج کیوں ہیں، میں نے سوچا تھا کہ میں آپ سے پوچھوں کہ آخر ایسی کون سی وجہ تھی جس سے وہ ایسے ہو گئے، مگر انہوں نے اس کا موقع ہی نہیں آنے دیا انہوں نے مجھے......" وہ رک رک کر روتے ہوئے شیزا کو سب بتاتی چلی گئی اول سے آخر تک۔

جب وہ خاموش ہوئی تو شیزا کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

"میرا بھائی ایسا نہیں تھا حرم وہ بالکل ایسا نہیں تھا۔" کہتے ہوئے شیزا کا لہجہ بھیگا ہوا تھا۔

"وہ ایسے ہی ہیں شیزا!" حرم تنی سے بولی۔

"نہیں حرم! میرا بھائی تو بہت اچھا تھا، بڑا رحم دل اور خوش مزاج، اسے تو سارا نے ایسا بنا دیا۔" اس نے انکشاف کیا۔

"سارا نے......؟" حرم ششدر رہ گئی۔

"ہاں، سارا نے، تمہیں پتا ہے میرے بھائی سے اس کی لو میرج تھی، مگر وہ بے انتہا شکی مزاج کی عورت تھی، شادی سے پہلے اس کو بھائی نے پوزیسو نہیں سمجھا مگر یہ سے شادی کے بعد کھلا کہ یہ پوزیسو نہیں در حقیقت اس کی Suspiceous nature تھی، اسے بھائی کی ہر بات پر اعتراض تھا، ان کے ہنسنے پر، ملنے جلنے پر اور گھومنے پھرنے پر بھی، تمہیں پتا ہے اس نے کیا کیا؟ اس نے بھائی کے آفس سے سارا فی میل اسٹاف نکال دیا تھا، وہ بھائی کے ساتھ پارٹیز پر نہیں جاتی تھی، اسے ہمیشہ یہ شک رہتا تھا کہ بھائی کا کہیں نہ کہیں کوئی افیئر چل رہا ہے، وہ دیر سے گھر آتے تو سارا ایک ہنگامہ کھڑا کر دیتی تھی، وہ در حقیقت خود پسندی کی انتہا پر پہنچی ہوئی ایک نفسیاتی مریضہ تھی، جیسے ایکسٹرا آرڈنری توجہ چاہیے ہوتی تھی اور جیسے میرے بھائی کی ہر بات پر اعتراض تھا۔"

"بھائی کو بچوں کا شوق تھا اور اسے بچے پسند نہیں تھے، سو چو ذرا ہو سکتی ہے کوئی ایسی عورت مگر وہ تھی، لائبہ اگر اس دنیا میں آ گئی ناں تو اس کے پیچھے سر میرے بھائی کی ضد کا ہاتھ تھا، اس نے میرے بھائی کو بھی اپنے جیسا کر دیا تھا، سرد مزاج، شکی اور زہریلا، بھائی سب سے الگ تھلگ ہو گئے، اتنے سرد مزاج ہو گئے کہ مجھے یقین نہیں ہوتا تھا، وہ لائبہ کی پیدائش سے پہلے ہی بھائی سے کہتی تھی کہ "دیکھنا رومان! تمہاری ضد مجھے مار ڈالے گی۔" مگر حرم! بھائی بھی آخر کب تک انتظار کرتے وہ اس سوشل بائیکاٹ سے تنگ آ چکے تھے، انہیں بھی خواہش تھی کہ وہ اولاد کی نعمت سے سرفراز ہوں، مگر ہوا اس کے برعکس، سارا کی وفات پر بھائی حد درجہ ڈسٹرب تھے، وہ سراسر خود کو قصور وار سمجھتے تھے، مگر ایسا کب تک چلتا، لائبہ بہت چھوٹی تھی اور میں اپنا گھر بار چھوڑ کر ادھر آ کر نہیں بیٹھ سکتی تھی اس لئے میں نے پورا زور لگا کر ان سے شادی کے لئے ہاں کروالی۔"

"مگر اس سارے قصے میں میرا کیا قصور ہے؟" وہ جھلا گئی۔

"نہیں میری جان، قصور تمہارا نہیں، یہ سب تمہیں بتانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ تم اس لئے نشانہ بنی کیونکہ یہ سب غلط خیالات بھائی کے دماغ میں حسان نے بھرے ہیں۔" شیزا نے بتایا۔

"مگر کیوں؟" وہ مزید حیران ہوئی۔

"کیا کہہ سکتے ہیں، پتا نہیں اس کے مڈل کلاس کے متعلق ایسے ویوز کیوں ہیں؟ ٹھیک ہے رائے ہر شخص کی آزاد ہوتی ہے مگر اس کا مطلب

Scan PDF FIAZ AHMED Friends Korner.com

یہ قطعاً نہیں کہ آپ دوسروں پر اپنے نظریات ٹھونسنا شروع کر دیں۔" شیزا قدرے خفا لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"آیم سوری شیزا! میں آپ کے خیالات سے متفق نہیں ہوں کیا رومان اتنے ہی معصوم ہیں کہ اتنے سکون سے کسی کی رائے پر یقین کر لیں؟" حرم نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں حرم مگر یقین کرو کہ میرے بھائی جیسے بھی ہیں مگر خود پسند قطعاً نہیں ہیں، یہ زہر یقیناً ان کے دماغ میں انجکیٹ کیا گیا ہے۔" شیزا نے صفائی دی تھی، حرم نے اتفاق کرنے والے انداز میں انہیں دیکھتی رہی۔

"اب آپ کیا چاہتی ہیں؟" اس نے طویل سانس کھینچ کر پوچھا۔

"میں چاہتی ہوں تم گھر واپس چلو۔" شیزا نے حتمی لہجے میں کہا۔

"یہ ناممکن ہے۔" حرم نے تیز لہجے میں کہا۔

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو، تم ان سے دور رہ کر اپنی اہمیت کم کر لو گی۔" شیزا نے اسے ڈرایا۔

"میری اہمیت کیا ہے؟ مجھے اچھی طرح اندازہ ہے۔" وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"اس طرح نہ کرو حرم اس طرح تو غلط فہمیاں مزید بڑھ جائیں گے۔" شیزا تھکے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

"فکر نہ کریں آپ، پہلے کون سی انڈر اسٹینڈنگ ہے۔" وہ بدستور اسی لہجے میں بول رہی تھی

"تو پھر کیا چاہتی ہو تم؟" شیزا کے ماتھے پر شکن آ گئی۔

"انہوں نے خود مجھے گھر سے جانے کا کہا تھا، اب وہ خود مجھے لینے آئیں گے تو ہی میں جاؤں گی۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولی، شیزا نے طویل سانس لے کر اس کا شانہ تھپتھپایا اور اٹھ گئی۔

"کرتی ہوں بھائی سے بات، اپنا خیال رکھنا اور پلیز اس سارے معاملے پر دوبارہ غور کرنا شاید تمہارا فیصلہ بدل جائے۔" شیزا التجا سے کہتی باہر نکل گئی۔

☆☆☆

وہ بے حد ٹینس تھا، رات حرم سے ہونے والی تلخ کلامی اور پھر صبح اس کا یوں چلے جانا اسے از حد الجھا گیا تھا، اسے خود سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اب وہ کیا کرے جبکہ کیا دھرا بھی سب اپنا تھا، دوپہر میں پہلے زینت کا فون آیا تو پتا چلا کہ انعم کی طبیعت مزید بگڑ چکی تھی، وہ حرم کو بے حد مس کر رہی تھی، رومان نے شیزا کو فون کیا تو وہ الٹا تفتیش کرنے لگ گئی، وہ جھلا کر فون بند کر کے آفس سے نکل آیا، حسان آج چھٹی پر تھا، اس نے سوچا کہ وہ اس کے پاس ہی چلا جائے۔

اس وقت وہ حسان کے گھر کے گیٹ کے سامنے کھڑا تھا، چوکیدار اسے پہچانتا تھا تبھی کچھ مزید بولے بغیر گیٹ وا کر دیا، اس نے گاڑی پارک کی اور بے دھڑک حسان کے بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔

حسان کے والدین پچھلے ہفتے سے امریکہ تھے اور اس وقت صرف وہ اور اس کی اکلوتی بہن انعم گھر تھے، جیسے ہی وہ بیڈ روم کے دروازے پہنچا، اندر سے اٹھتی تیز آوازوں نے اس کے قدم روک دیے۔

"تم ہمیشہ کی طرح اس بار بھی ناکام ہو گے حسان۔" یہ انعم کی آواز تھی، غصے سے بھری ہوئی۔

"انعم! میری بات......" حسان نے کچھ کہنا چاہا، انعم نے اس کی بات کاٹ دی۔

"تم پچھلے سات سالوں میں میری ایک خواہش پوری نہیں کر سکے حسان!" وہ شاید رونے لگی تھی، رومان الجھ گیا۔

"مجھ پر الزام تراشیاں بند کر دو انعم! کس قدر احسان فراموش ہو تم، کیا تمہیں احساس ہے کہ تمہارے لئے میں نے کیا کچھ کیا ہے، کس قدر گر گیا ہوں اپنی سطح سے۔" حسان بلند آواز میں ...ار رہا تھا۔

"کونسا احسان جتانا چاہ رہے ہو تم اور کون ...سطح سے گرنے کا رونا رو رہے ہو تم؟" وہ بھی ...دو بدو مقابلے پر اتر آئی تھی۔

"بکواس بند کرو، صرف تمہاری وجہ سے ...سارا کو بہکاتا رہا کہ وہ رومان پر نظر رکھا ...رے، رومان کو فلرٹ کرنے کی عادت ہے، ...تمہاری وجہ سے...... تاکہ وہ سارا کی ضدی ...فطرت سے تنگ آ کر اسے چھوڑ دے مگر ...... پھر میں نے رومان کو اکسایا کہ بچہ ...ے تاکہ یہ وجہ ہی "وجہ تنازع" بن جائے ...یار کا رونا روتا رہا اسے صرف سارا کی خوشی ...گر کب تک، میں اسے یقین دلانے میں ...ب ہو گیا کہ اولاد کے بغیر تمہاری کیا ...ت رہ جائے گی اور وہ معصوم دوستی کا مارا ...ان میرے جال میں آ گیا، مگر ہوا کیا، سارا مر ...اس کی جگہ تمہیں نہیں مل سکی، وہ ویکنسی حرم ...ل کر دی، میرا خیال تھا کہ کچھ عرصے بعد ...سنبھل جائے گا تو اس سے تمہارے ساتھ ...کرنے پر راضی کروں گا مگر ہوا کیا پہلے ہی ...حرم سے اس کی بات کر دی تب بھی میں نے ...کی تھی میں نے رومان کو ورغلانے کی کہ ...مڈل کلاس لڑکیاں ایسی ویسی ہوتی ہیں وغیرہ ...کب تک...... اس کا گھر برباد کرتا رہوں، ...تمہاری وجہ سے اتنے سالوں سے اسے ...ے رہا ہوں اپنے جگری دوست کو، جو مجھ ...اعتماد کرتا ہے، مگر اب کیا چاہتی ہو تم، حرم ...میں تمہیں نہیں دلوا سکتا انعم! مان لو...... ..."رومان لاشاری" تمہاری قسمت میں ...ہے۔" وہ زور زور سے بولتا آخر میں تھکے لہجے میں التجا پر اتر آیا تھا۔

اس کے بعد کیا ہوا رومان کو یاد نہیں اسے صرف یہ یاد تھا کہ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے گاڑی تک آیا تھا اور اس نے گاڑی فل سپیڈ پر چھوڑ دی، اس کی آنکھوں میں دھواں اتر رہا تھا اور اندر تک پھیلی ویرانی اور تاریکی اس کے وجود کسی خلا میں بھٹکائے جا رہی تھی۔

یوں تو غلط نہیں چہروں کا تاثر بھی مگر لوگ ویسے بھی نہیں ہیں جیسے نظر آتے ہیں!

☆☆☆

جنوری کی ایک یخ بستہ رات تھی، دھند کے مرغولے آسمان سے برس رہے تھے اور اس کڑکڑاتی سردی میں وہ صحن میں لگے اکلوتے جھولے پر بیٹھی جھول رہی تھی ایسی ہی دھند اس کے دل کے گرد بھی ڈیرا جما رہی تھی، انتظار اب تک انتظار ہی تھا اور پتا نہیں کب تک انتظار ہی رہنا تھا، وہ جیسے اندر سے ریزہ ریزہ ہو چکی تھی مگر اسے رومان لاشاری کو ہر حال میں یہ بتانا تھا کہ امیر ہو یا غریب جب بات عزت نفس پر آ جائے تو سمجھوتہ ناممکن ہو جاتا ہے۔

اس نے ایک طویل سانس ہوا کے سپرد کی، ڈھیر ساری دھند ہوا میں بکھر گئی تھی۔

ہماری مطبوعات

ہاں جی — قدرت اللہ شہاب
یا خدا — "
لطیفِ نثر — ڈاکٹر سید عبداللہ
لطیفِ غزل — "
لطیفِ اقبال — "
انتخاب کلام میر — مولوی عبدالحق
قواعدِ اردو — "

لاہور اکیڈمی — لاہور

Scan & PDF FIAZ AHMED FriendsKorner.com

"کیا میرا انتظار، انتظار ہی رہے گا؟" اس نے ڈوبتے دل اور تھمی دھڑکنوں کے ساتھ سوچا۔

جواب ایک عمیق خاموشی کے سوا کچھ نہ تھا، اس نے زور سے آنکھیں میچ لیں، یکلخت اس کے گرد ایک مخصوص خوشبو پھیل گئی، Old spiece کی مخصوص خوشبو، اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور ایک لمبی سانس کھینچ کر اس مہک کو محسوس کیا، یہ قطعاً الوژن نہیں تھا، یہ حقیقت تھی۔

پھر ایک ہاتھ اس کے جھولے کی دائیں کڑی پر آیا اور جھولے کی حرکت یکدم رک گئی تھی، حرم ساکت رہ گئی۔

"گھر چلو حرم۔" رومان کا لہجہ بہت مدھم تھا، حرم کا دل رک سا گیا۔

"مجھے تمہاری ضرورت ہے حرم!" اس کے لہجے میں تھکن رچی ہوئی تھی۔

"ضرورت؟" حرم کے دل میں تحیر پیوست ہو گیا۔

"ہاں محبت ہی تو انسان کی ضرورت ہے حرم۔" وہ کھوئے ہوئے انداز میں بولا تھا، وہ آہستگی سے جھولے سے اٹھ گئی، صحن کے سناٹے میں جھولے کی چوں چراں بہت زوردار تھی۔

"ہماری خامیاں، ہماری ناآسودگیاں ہماری روح میں چھوٹے چھوٹے سوراخ کر دیتی ہیں اور ہم ساری زندگی ان سوراخوں کو چھپانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، جیسے میں، میں جانتی ہوں میں خوبصورت نہیں ہوں، آپ کے معیار پر پوری نہیں اترتی اور اس کمی کو میں نے اپنی Humbleness میں چھپانے کی کوشش کی، لیکن آپ، آپ میں تو یقیناً کوئی کمی نہیں ہے رومان، پھر بھی آپ نے ایسی سوچ کا مظاہرہ کیا، پھر بھی......؟" وہ تھکے لہجے میں کہتی بلک اٹھی۔

"تم ٹھیک کہتی ہو حرم، کمیاں اور خامیاں تو ہر انسان میں ہوتی ہیں، میں تو نامکمل ہی

مکمل نہیں ہوں، اس غلط فہمی سے نکل آؤ حرم، چہروں کی خوبصورتی پہ مت جاؤ یہ چہرے بہت دھوکا باز ہوتے ہیں، میں تو بہت ادھورا ہوں تم مجھے مکمل کر دو۔" ایک مدھم سرگوشی فضا میں گونجی تھی اور سارا ماحول اس کے جادو کے زیر اثر آ گیا۔

اس نے اندھیرے میں مدھم سے نظر آتے رومان کے سائے کو دیکھا جو بتدریج اس کے قریب آ گیا تھا، اس کے شانوں پر رومان کے بھاری ہاتھوں کا بوجھ آ پڑا۔

"مکمل کر دو۔" سرگوشی ایک بار پھر گونجی تھی۔

حرم نے آنکھیں بند کر کے سر اس کے سینے پر رکھ دیا، رومان نے اسے مضبوطی سے بھینچ کر اسے دائیں بازو کے حصار میں لے کر بیرونی دروازے کی طرف چل پڑا۔

فضا میں دھند بتدریج بڑھتی جا رہی تھی، دو محبت کے مسافر اک دوجے کی ہمراہی میں سفر پہ تھے۔

ہم کو لوگوں سے ملنے کا کب شوق تھا
محفل آرائی کا کب ہمیں ذوق تھا

حرم کی گنگناہٹ گاڑی میں پھیل رہی تھی، رومان کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ آ گئی، اس نے حرم کا بھرپور ساتھ دیا۔

عشق بے در کرے عشق بے گھر کرے
عشق کا سچ ہے کوئی ٹھکانہ نہیں
ہم جو کل بے ٹھکانے کے تھے
آپ سے مل کے کیسے ٹھکانے

دونوں کی کھلکھلاہٹ سے گاڑی کی فضا مہک اٹھی تھی۔

☆☆☆